مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلواۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین

دعوت الی اللہ انبیا کا وظیفہ، علماء ربانی کا شعار اور امت مسلمہ کی انفرادی خصوصیت ہے۔ دعوت کا میٹر اور طریقہ دعوت منزل من اللہ ہے، دعوت علم کی متقاضی ہے اور علم کتاب وسنت کو سلف صالحین کی فہم کے مطابق سمجھنے کا نام ہے۔ تقلید شخصی صحیح دعوت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے، دعوت کی راہ میں حکمت عملی و مصلحت پسندی کے نام پر مجاملت اختیار کرنا یا عوامی ردعمل کے خوف سے توحید کے مسائل کو مختلف فیہ کہہ دینا، قبر پرستی کو اختلافی مسلہ کہہ کر ٹال دینا صحیح دعوت کے لئے زہر ہلاہل سے کم نہیں ہے۔ کچھ لوگوں نے غیر مسلموں میں دعوت کے لئے دعوت وتبلیغ اور مسلمانوں میں دعوت کے لئے وعظ وتذکیر کے ذریعہ فرق کرنے کی کوشش کی ہے جو ایک باطل تقسیم ہے، اللہ کا فرمان ہے **ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن ط ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبیله وهو اعلم بالمهتدین** (سورہ النحل ۱۲۵)

ترجمہ : اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے۔ یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بہکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے بھی پورا واقف ہے۔ دعوت میں اقرار وانکار دونوں ضروری ہے، صرف اقرار کافی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے معبود برحق ہونے کا اقرار اور تمام معبودان باطلہ کا انکار، نبی رحمت ﷺ کے آخری نبی ہونے اقرار اور آپ ﷺ سے پہلے کی ساری شریعتوں کے منسوخ ہونے کا عقیدہ رکھے بغیر کوئی شخص مسلمان ہو ہی نہیں سکتا، جیسا کہ کلمہ توحید **لااله الا الله محمد رسول الله** میں یہی پیغام دیا گیا ہے۔

داعی کا قیمتی ہتھیار علم ہے، اور علم شرعی کی بنیاد کتاب وسنت علی فہم سلف صالحین ہے، قرآن وسنت کی اپنی عقل سے تشریح کر کے دانشوری جتانا باعث ہلاکت ہے، دعوت الی اللہ بکثرت قرآنی آیات واحادیث سے استدلال کرنا باعث خیر اور داعی کے موفق من اللہ ہونے کی علامت ہے، دعوت میں ویداور گیتا اور غیر مسلموں کی کتابیں پڑھ کر سنانا اور اس کے ذریعہ انہیں دعوت دینا نبوی طریقہ دعوت کے خلاف ہے، دعوت میں من گھڑت قصے کہانیوں سے عوامی بھیڑ تو اکٹھا کی جاسکتی ہے مگر اس سے دین اسلام کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ سخت نقصان ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ توریت کا ایک نسخہ پا کر صرف اسے حیرت کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے تو اللہ کے رسول ﷺ سخت غضبناک ہوگئے، وہ لوگ جو آج وید اور گیتا کے ذریعہ دعوت دیتے ہیں انکے اس عمل کا بطلان سنت کی روشنی میں سمجھا جاسکتا ہے۔

بعض لوگ توحید کی دعوت تو دیتے ہیں مگر شرک سے منع نہیں کرتے، کہتے ہیں کہ اس سے اختلاف ہوجائیگا، لوگ دور ہوجائیں گے وغیرہ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے اور یہ جان لینا چاہیئے کہ دعوت الی اللہ اگر علی منہاج النبوۃ نہیں ہے تو اس دعوت میں کوئی خیر نہیں ہے۔ بلکہ وہ باعث ہلاکت اور وبال جان ہے۔ مطلع دعوت پر بعض لوگ ایسے ہیں جو خود کو اہلحدیث کہلوانا پسند نہیں کرتے، بلکہ لوگوں کو اس سے منع کرتے ہیں، وہ اپنے آپ کو صرف مسلمان کہلوانا پسند کرتے ہیں، انکی یہ فکر سراسر باطل اور منہج سلف کے معارض ہے، مگر حیرت تو اس بات پر ہے کہ بعض اہلحدیث ایسے ہیں جو منحرف فکر کے لوگوں کو دعوت اہلحدیث کا سرخیل شمار کرنے پر اصرار کرتے ہیں، انہیں اہلحدیث اجتماعات وکانفرنسوں میں مقرر خصوصی کا درجہ دینے پر سرد جنگ کا ماحول بھی بنادیتے ہیں، دعوت کی راہ میں یہ اسلوب بھی دعوت کے عمدہ نتائج کی راہ میں رکاوٹ ہے۔

دعوت دینے کا حق صرف اہل علم کو حاصل ہے، علم شرعی کے بغیر دعوت باعث ہلاکت ہے، گذشتہ چند سالوں سے بعض لوگ علم شرعی میں مہارت حاصل کئے بغیر دعوت اور فتویٰ بازی کے میدان میں کود پڑے ہیں، جو امت مسلمہ کے لئے کسی آزمائش سے کم نہیں ہے۔ البتہ اس فریضے سے علماء کی غفلت باعث تشویش ہے، اس کا مناسب و معقول حل یہ ہے کہ مساجد کے دروس کا احیا کیا جائے۔ خطبہ جمعہ ومنبر ومحراب کا صحیح استعمال کیا جائے۔ مساجد کو جاہل ٹرسٹیوں کی غیر معیاری سیاست سے پاک رکھا جائے، تاکہ اس فتنہ کی سرکوبی کی جاسکے۔ استاذ الاساتذہ شیخ سیرۃ نبوی پر عالمی انعام یافتہ کتاب الرحیق المختوم کے مصنف علامہ صفی الرحمٰن مبارکپوری کہا کرتے تھے کہ کسی سیلاب کو روکنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہیکہ آپ اس سے بڑا سیلاب لے آئیں۔ اس لئے دعوت کے نام پر دعوت کو تختہ مشق بنانے والے یا دعوت کے نام پر آموختہ دہرانے والوں کا رونا رونے کے بجائے بڑے پیمانے پر دعوت کا اہتمام کیا جائے۔ صحیح نہج پر کام کرنے والوں کا تعاون کیا جائے۔ اہلحدیثانان ہند کے لئے اللہ تعالیٰ کی مزید نعمت یہ بھی ہے کہ اس وقت پوری دنیا میں صحیح دعوت کے لئے جمعیت اہلحدیث ہند سے بڑا کوئی دعوتی اسٹیج نہیں ہے۔ اس پلیٹ فارم کا صحیح استعمال کیا جائے اور یہاں سے جمود وتعطل کو ختم کیا جائے۔ چونکہ ممبی میں خصوصاً اور پورے

ملک میں عموماً دعوت کی اس نئی اور پر پیچ فضا سے اہلحدیثوں کا سلجھا ہوا طبقہ کافی مضطرب ہے۔ جماعت کے پاس کبار اور ذمہ دار علماء کا ان کے ساتھ تعاون وتعامل دیکھ کر سخت حیرت واستعجاب میں ہیں اس لئے ضرورت اس بات کی تھی کہ اس سلسلے میں اہلحدیث کا موقف پیش کیا جائے اور اہل بدعت کے ساتھ اہلحدیث کے تعاون پر روشنی ڈالی جائے، اللہ کا شکر ہے کہ عبدالودود صدیقی صاحب نے اس موضوع کی اہمیت کو محسوس کیا اور انتہائی جرءت وہمت کے ساتھ قلمبند کیا۔ فجز اﷲ خیر الجزاء امید ہے کہ اہل علم بھی اس جانب توجہ فرما کر عوام کی صحیح رہنمائی کا فریضہ انجام دیں گے، تا کہ سلف کا منہج دعوت سامنے آسکے۔ وصلی اللہ علی نبینا محمد مبارک وسلم اجمعین۔

انصاری زبیر محمدی

سابق داعی ومترجم

وزاۃ الشئون الاسلامیۃ والاوقاف والدعوۃ ولارشاد، متکب الدعوۃ جبیل، سعودی عرب

۱۳/ جمادی الاخر ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۷/ مئی ۲۰۰۸ء

بقیہ ---- جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ انتخاب سے پہلے جماعت کی حالت بہتر نہ تھی، لیکن مولانا عبدالسلام سلفی کی صدارت میں صوبائی جمعیت اہلحدیث ترقی کی راہوں پر گامزن ہوئی، ہر طرف اجتماعات اور کانفرنسوں کا دور دورہ ہوا، مساجد میں دروس کا اہتمام ہوا، تقریباً ۲۵ کتابیں شائع کی گئیں، کئی مساجد کی تعمیر میں جمعیت نے مرکزی کردار ادا کیا۔ ایک کروڑ روپئے کی لاگت سے جمعیت کا آفس خریدا گیا، غرباء، مساکین اور بیواؤں کے وظائف مقرر کئے گئے۔ کلیان، تھانہ، ممبئی، بھیونڈی اور رائے گڑھ میں جماعتی کام ہوا۔ بالخصوص برادر مقصود کے گاؤں سونس میں ایک تصنیفی ادارہ قائم کیا گیا۔ خود راقم الحروف نے درجنوں کتابیں تالیف کیں اور مناظرے کئے، اور یہ سب کام صوبائی جمعیت اہلحدیث کے زیر انتظام ہوئے۔ کئی بار جماعتی افراد کی سیاسی پریشانیوں کے موقع پر جماعت نے پورا تعاون کیا۔ پھر ابن الوقتوں کا یہ کہنا کہ جمعیت نے خاطر خواہ کام نہیں کیا، حقیقت پر مبنی نہیں بلکہ منفی سوچ کا نتیجہ ہے۔ اگر کچھ شخصیات میں ذاتی غلطیاں واقعی پائی جاتی ہیں تو ان کی اصلاح کر لی جائے گی، ان کا ڈھنڈورہ پیٹ کر جمعیت کو بدنام کرنے میں کہاں کی دانشمندی ہے، دوسروں کی تنقید کرنے سے پہلے ناقدین کو اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سوچ ایسی ہونا چاہیے کہ گلاس آدھا بھرا ہے، یہ نہ کہنا چاہیے کہ آدھا خالی ہے۔

فقط : عبدالودود صدیقی سلفی، کلیان (تھانہ) 8976604068

مقدمئہ مولف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین۔ والصلاۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین محمد و آلہ و صحبہ اجمعین وَ من تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین۔۔۔اِما بعد۔

قران کریم میں ارشاد ربانی ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (مائدہ ۳)۔ ترجمہ۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل (پورا) کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بحیثیت دین پسند کیا۔ اور خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی ایسی چیز باقی نہیں رہی جو جنت سے قریب کر دے اور جہنم سے دور کر دے مگر وہ تمہارے لئے کھول کر بیان کر دی گئی ہے (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر (۱۶۴۷) سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ (۱۸۵۳) اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ کوئی پرندہ اپنے دونوں پر آسمان میں نہیں مارتا مگر اس کے بارے میں ہمیں آپ کا بتایا ہوا علم یاد آتا ہے (مسند ابی یعلیٰ (۹۱۴۶) بلکہ ایک حدیث میں تو یہاں تک ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے جتنے بھی رسول آئے انمیں سے ہر ایک پر یہ فرض تھا کہ اپنی امّت کے لئے جو خیر کی بات اسکو معلوم ہے وہ اسکو بتا دے (اخرجہ مسلم ۴۷۷۶)

قارئین کرام! مذکورہ بالا اتنی صراحت ووضاحت کے بعد بھی اگر کوئی شخص دین میں کوئی نئی بات (بدعت) ایجاد کرتا ہے یا دین کی تصریحات اپنی عقل ومنطق کی روشنی میں کرتا ہے تو اس کے گمراہ اور بدعتی ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اسی بنا پر صحابہ کرامؓ نے اس امر کا پورا لحاظ رکھا اور توحید اسماء وصفات کے تعلق سے ارشاد ربانی وارشاد رسولؐ کے مطابق دین کو سمجھنے کی

کوشش کی۔صفات باری تعالیٰ کے تعلق سے'وجہ(چہرہ)''ید' ہاتھ''استویٰ'(بلند ہونا یا چڑھنا)''اتیان'(آنا)''نزول'(اترنا)اورتمام متعلقہ صفات کا ذکر قرآنِ کریم کی آیات اوراحادیث صحیحہ میں موجود تھا لیکن تاریخ تدوین حدیث اس امر پر ناطق وشاہد عدل ہے کہ کسی نے بھی صفات باری تعالیٰ کے سلسلے میں کوئی اشکال واعتراض نہ کیا اور نہ ہی استحالے کا ذکر کہیں پایا جاتا ہے۔تاریخ اس قسم کے قیل وقال ولیت ولعل سے خالی ہے اورامور اعتقادیہ میں کسی صحابیؓ سے کوئی سوال' کرید واستفسار نہیں پایا جاتا۔امام ابن قیم الجوزیؒ نے فرمایا کہ صحابہؓ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو کہ جنہوں نے امور اعتقادیہ(عقائد) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سوال نہ کیا۔اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کے سوالات سے متعلق متعدد آیات نازل فرمائی ہیں جنکی شروعات یسئلو نک سے ہوتی ہے(یعنی یہ تم سے سوال کرتے ہیں)لیکن حیرت اور مسرّت کی بات ہے کہ اسکا تعلق اعتقادی(عقائد)اور غیب کے امور(باتوں) سے نہیں بلکہ امور عملیہ(اعمال) سے ہے۔سب جانتے ہے کہ صحابہ کرامؓ نے کلام اللہ اور کلام الرسولؐ پر اکتفا کیا اس سے آگے نہ بڑھے جیسا کہا گیا ویسا مان لیا اور یہی طریقہ محکم اور سلامتی والا تھا اوراسی کو منہج سلف کا نام دیا گیا اوراسی بنا پر صحابہؓ میں اس تعلق سے کوئی اختلاف نہیں پھر اس کے بعد جو بھی ہوا وہ درج ذیل شعر سے ظاہر ہے۔

کوئے جاناں سے خاک لائینگے = اپنا کعبہ الگ بنائیں گے

اسکے بعد مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق امت ۷۳فرقوں میں تقسیم ہوئی وہ اس طرح کہ بعد میں مختلف ادیان و مذاہب کے لوگ اسلام میں داخل ہوئے اور عباسی عہد میں یونانی' ہندی وایرانی علوم کی کتابوں کا عربی زبان میں ترجمہ ہوا یہ کتابیں منطق وفلسفہ سے متعلق تھیں۔اور بھی خارجی اثرات ظہور پذیر ہوئے اور جہالت نے اپنے پر پھیلائے۔تصوّف اور کلام کا دور دورہ ہوا اور خواہشات نفس کی پیروی عام ہوئی۔پھر تو الٰہیات سے متعلق منطق وفلسفہ کا الجھاؤ رونما ہوا اور عقائد سے متعلق رنگارنگ موشگافیاں پیدا ہوئیں جس کے نتیجے میں متعدد کلامی فرقوں نے ظہور کیا اور نتیجۃً جبریہ' قدریہ' جہمیہ' معطلہ' مشبھہ' معتزلہ' خوارج وروافض' مرجئہ' اشعریہ وماتریدیہ' کلابیہ اور کرامیہ اور شاخ درشاخ بہت سارے فرق باطلہ(باطل فرقے) وجود میں آئے لیکن جہاں یہ تلخ حوادث نمودار ہوئے وہیں رسول اللہ کا مژدۂ جانفزا بھی حدیث طائفہ منصورہ کی شکل میں موجود تھا یعنی صحیح بخاری کی وہ مشہور حدیث جسکا ترجمہ یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میری امّت میں ایک جماعت برابر غالب رہیگی یہاں تک کہ انکے پاس اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے اور وہ غالب ہی رہیگی۔کبار محدثینؒ نے توثیق فرمائی ہے کہ اس سے مراد اہل حدیث ہی ہیں اور اگر یہ نہیں تو وہ نہیں جانتے کہ اور کون ہوسکتے ہیں۔

لیکن قوم مسلم کو من وسلویٰ نہیں مسالحے چاھئے

وہی ہوا جسکا ڈر تھا زمانہ قدیم میں مذکورہ فرق باطلہ یعنی جبری' قدری' معتزلہ کی طرح جدید دور میں بھی علوم وفنون کی بے پناہ ترقی کے دور میں نئی نئی جماعتیں اور ادارے وجود میں آئے جنہوں نے مسلمانان عالم کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے۔حنفی' شافعی و مالکی فرقے تو خیر قدیم سے چلے آرہے تھے اور گمراہ تھے لیکن عہد جدید میں جماعت اسلامی' اخوان المسلمون' دیوبندی' بریلوی اور صوفیہ کے متعدد فرقے وجود میں آئے اور بے شمار مسلمانوں کو گمراہ کیا۔انکے دینی فکر ونظر وشعور کو پراگندہ کیا۔جدید دور میں سب سے بڑا فتنہ ڈاکٹر ذاکر نائک کی شکل میں ابھر کر سامنے آیا ہے اور اس کے ادارے آئی آر ایف اور پیس ٹی وی کے چینل کی فی الحال کی ترقی اور مقبولیت کی وجہ سے امّت مسلمہ سخت آزمائش میں پڑی ہے۔اس کی وجہ سے کروڑوں لوگ اس چینل کے دیوانے ہورہے ہیں اور جتنا زیادہ اسکو مقبولیت حاصل ہوگی اتنی ہی زیادہ مشکلیں اور پریشانیاں اس امت پر آئینگی۔اس پر مشکل یہ کہ بہت سے اکابر علمائے اہلحدیث بھی بغیر سوچے سمجھے جذباتیت میں اس سے منسلک ہوچکے ہیں جس سے اس کی مقبولیت میں اور بھی زیادہ اضافہ ہورہا ہے۔بہت سے اکابر علماء ڈاکٹر ذاکر نائک کی حقیقت سے واقف ہیں لیکن پھر بھی اس سے منسلک ہیں۔اللہ تعالیٰ انکو باہر نکلنے کی توفیق عطا فرمائے۔اہلحدیث طائفہ چونکہ من جانب اللہ تائید شدہ ہے لہٰذا اس طائفے کی تائید وتوثیق کے نتیجے میں اسکو قبولیت حاصل ہورہی ہے۔لہٰذا اہلحدیث کو اس گمراہی سے بچنا چاہئے اور بدعتی ذاکر نائک سے دوری اختیار کرنا چاہئے۔

بہت سے علماء اہلحدیث نے ڈاکٹر ذاکر نائک کی تردید ومذمّت کی ہے۔فی الحال میں فضیلۃ الشیخ ابو عبدالرحمٰن یحیٰ بن علی الحجوری(حفظہ اللہ) سے کئے گئے سوالات جو www.Asli Ahle Sunnet.com کے ایک فولڈر سے ماخوذ ہیں(میرے کمپیوٹر میں بھی محفوظ ہیں)ان سوالات کو ابو ہریرہ شبّیر ابن حمزہ الہندی نے ڈاکٹر ذاکر نائک کے ٹیپ سے جمع کیا ہے۔ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ذاکر نائک گمراہ شیخ احمد دیدات اور امر خالد اور دارق سویدان کا شاگرد ہے اور پیشے سے ایک ڈاکٹر ہیں جو بائبل' ہندوؤں کی کتابوں سائنس' فلسفہ اور منطق (Logic) کے ذریعہ اسلام اور قران وسنّت کو ثابت کرتے ہیں۔انہوں نے ۱۹۹۳ء میں اپنی تحریک فاسد کا آغاز اپنے روحانی

والد احمد دیدات سے متاثر ہو کر کیا (جو ایک داؤدی بہرہ ہیں اور وہ شیعہ ایران اور آیت اللہ یعنی آیۃ الشیطان کی نصرت اور تعریف کو چھپاتے نہیں بلکہ اس کی تعریف کرتے ہیں) شرک، بدعت، جہالت اور حزبیّت میں ڈوبی اس سرزمین میں، نوجوانانِ ہند بالخصوص ڈاکٹر ذاکر نائک کی تقاریر اور فضول خرچیوں اور شان و شوکت سے بھرپور سرگرمیوں سے گمراہ ہو چکے ہیں ڈاکٹر موصوف خود کو اپنے مرشد روحانی احمد دیدات کی طرح ذاتی طور پر خود ساختہ یا خود تراشیدہ داعی قرار دیتے ہیں۔ ابو ہریرہ شبیر آگے فرماتے ہیں کہ آئی آر ایف کے ابتدائی ایام میں ڈاکٹر ذاکر نائک کے شیعی تعلقات تھے۔ اور آئی آر ایف کے متعدد شیعہ اور رافضی معاونین تھے جنہوں نے بعدہ آئی آر ایف کے مدمقابل شیعہ رافضی دعوہ سینٹر بنالیا۔ یہ دعوہ سینٹر Win(world Islamic Network) کے نام سے موسوم تھا جس کے ذمہ داروں میں سے ایک ذاکر نائک کے بہنوئی (شیعہ) تھے۔ اسی وجہ سے ابتدا میں ذاکر نائک آئی آر ایف میں حقیقت شیعہ کے انکشاف کے تعلق سے نہ خود کبھی بولے اور نہ کسی کو بولنے دیا۔ شیعوں کے تعلق سے ذاکر نائک اور احمد دیدات کی اس روش کی وجہ سے آئی آر ایف اور ذاکر نائک سے متاثر افراد ہمیشہ یہ سوچتے تھے کہ شیعہ مذہب اور سنّی مذہب میں صرف اختلاف رائے کا معاملہ ہے (یعنی یہ اختلاف سنگین نہیں) اس سے ان نوجوانوں کے عقائد منہج اور دعوت میں کتنا فساد پیدا ہوا! اللہ ہم سبکو معاف فرمائے۔ آمین راوی کہتا ہے اس دعوت کے بائبل اور مشرکین ہند کی کتابوں پر مرکوز ہونے کی وجہ سے ہم ان کتابوں کو جمع کرتے تھے، یاد کرتے تھے (ثواب کی نیّت سے) اس لئے کہ ہماری دعوت (آئی آر ایف) اسی پر مرکوز تھی۔ اور جہاں تک فلسفہ، منطق اور سائنس کا تعلق ہے یہ اس حد تک تھا کہ ہم کو لگتا تھا کہ اگر ہم کسی کو دعوت اسلام دینا چاہیں تو ہم پر یہ لازم تھا کہ ہم مشرکین کی کتابوں کے شلوکوں (Verses) کو حفظ کریں کیونکہ یہ بات ڈاکٹر ذاکر نائک نے اپنی متعدد تقاریر میں کہی تھی۔ (لاحول ولاقوۃ الہ باللہ العلی العظیم)۔

دوسری بات جنہوں نے ہم کو متاثر کیا وہ تھا اسکا فضول خرچیوں سے پر دعوتی پروگرام جو قیمتی اڈیٹوریم میں ہوتے تھے۔ اسکی تنظیم آئی آر ایف بہت ہی بدنام زمانہ علاقے (ڈونگری) میں واقع ہے جہاں۔ شیعہ، اسمعیلی، قبر پوجنے والے اور ڈرگس والے رہتے ہیں اور اسکا آفس ملٹی نیشنل کمپنی کا آفس معلوم ہوتا ہے۔ فضول خرچی کا اسکا انداز بیان کرنے کے لئے ضخیم کتابیں مطلوب ہیں لیکن میں اسکو ضروری نہیں سمجھتا اس لئے کہ جو نقصان ڈاکٹر ذاکر نائک ہمارے عقیدے اور منہج کا کیا تھا وہ ان فضول خرچیوں سے کہیں زیادہ سنگین تھا۔

ذاکر نائک حزبیوں کی کانفرنس، کیرالا کے بریلوی، جماعت اسلامی (جس کے رہنما مودودی ہیں) کیرالا کے ندوۃ المجاہدین اور جمعیت اہلحدیث کی کانفرنسوں میں ملک اور بیرون ملک میں بطور مہمان خصوصی مدعو ہوتے ہیں لیکن سلفی علماء کرام کی ترجمہ کی گئی کتابوں، ٹیپوں، انٹرنیٹ میں موجود مضامین اور دروس کا مطالعہ کرنے کے بعد ہم اس شخص (ڈاکٹر ذاکر نائک) کی دعوت کے خطرات سے واقف ہوئے تب سے ہم نے اس کی دعوت کو خیر باد کہا اور پھر لوگوں کو یہ دکھانا شروع کر دیا کہ اس طرح یہ شخص ہمارے دوستوں اور بھائیوں کے منہج کے خلاف مصروف عمل ہے۔ اور جو اہلحدیث اس تنظیم سے مربوط تھے۔ وہ شک وشبہات میں پڑے ہوئے تھے کیونکہ متعدد سلفی تنظیمیں جیسے احیا، کیرالا ندوۃ المجاہدین (جنکے مراکز مشرق وسطیٰ میں اصلاحی مرکز کے نام سے معروف تھے) جمعیت اہلحدیث اس شخص (ذاکر نائک) کی پشت پناہی کر رہی تھیں۔ ایسا اس لئے بھی ہوا کہ ذاکر نائک بہت سی تنظیموں کو مالی امداد دیتے ہیں اور یہ کہ ذاکر نائک کے ساتھ ہونے سے ان تنظیموں کو مالی معاونین بھی ملتے تھے۔ ذاکر نائک کے اثرات اور اندھی تقلید (لوگوں کی ذاکر کے لئے) کی وجہ سے جب کبھی ڈاکٹر ذاکر نائک کی حقیقت اور ان کی دعوت کی حقیقت کو علماء کے سامنے پیش کیا جاتا تو اس میں علماء کو مبالغہ معلوم ہوتا۔ اس کے علاوہ جب کبھی ذاکر نائک کے بدعی نظریات کو عقیدہ و منہج کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کی جاتی تو ذاکر نائک کے مقلدین سلفیوں پر حملہ کرتے یا پھر حزبی افراد جیسے کہ جمعیت اہلحدیث ڈاکٹر ذاکر نائک کی تائید و توثیق کے لئے کھل کر سامنے آجاتے اور اس حد تک آتے کہ ڈاکٹر ذاکر نائک کی حقیقت کو ظاہر کرنے والے کے اوپر خوف و حراس پیدا ہو جاتا۔ ایک اور بات جو لوگوں کو ذہنی خلفشار میں مبتلا کر دیتی تھی، یہ تھی کہ ڈاکٹر ذاکر نائک کی تقاریر ہندوستان یا کسی اور مقام کے مقابلے میں سعودی عربیہ میں زیادہ ہوا کرتی تھیں اور اسی چیز کو ذاکر نائک کے مقلدین ڈاکٹر ذاکر نائک کی مقبولیت اور حقّانیت کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اس سے عام لوگ اور نوجوان خلفشار کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ تمام نکات (اور بھی باتیں ہیں جو میں ڈاکٹر ذاکر کے ٹیپ میں نہیں پاسکا) جو میں نے حاصل کئے ہیں، ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہم اہلسنّت کا موقف (نظریہ یا فیصلہ) جانیں ان نکات کو ذاکر نائک کے معتقدین استعمال کرتے رہتے ہیں (ڈاکٹر ذاکر نائک اور ان کے طلباء دروس Classes چلاتے ہیں اور ان میں سوال و جواب کی نسشت بھی ہوتی ہیں جنمیں وہ ان ہی باتوں کی تبلیغ کرتے ہیں اس کے علاوہ ڈاکٹر ذاکر نائک کا سیٹلائٹ ٹیلیویژن چینل بھی جاری ہے جو ساری دنیا میں ڈاکٹر ذاکر نائک کی دعوت کو پیش کرتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ

پہلے ہم بھی ان باتوں کو پیش کیا کرتے تھے کیونکہ ہمیں ان باتوں کی حقیقت معلوم نہ تھی۔اور ڈاکٹر ذاکر نائک کے معاونین اور مقربین کہتے ہیں کہ موصوف اللہ کی بہت سی صفات جیسے کہ انکے ہاتھ اور چہرہ کا انکار کرتے ہیں (جبکہ ان صفات کو قران میں بیان کیا گیا ہے اور ان پر ایمان لانا فرض ہے) مہربانی کر کے ہمیں انکی (ڈاکٹر موصوف) ان باتوں (نظریات) کی حقیقت سے آگاہ فرمائیں اور بتائیں کہ اہلسنّت کا انکے تعلق سے کیا موقف (منہج) ہے اور اس شخص کے بارے میں بھی واقف کرائیں اس لئے ہمارے بھائی اور بہنیں اس سلسلے میں شک وشبہات میں گھرے ہیں۔اے ہمارے شیخ (علامہ یحییٰ الحجوری) آپ ہمیں ان کے بارے میں اپنے قیمتی جوابات سے مشرف فرمائیں (پھر دعائیہ کلمات کہے) (ابو ہریرہ شبیر ابن حمزہ)

ابو ہریرہ شبیر کے سوالوں کے جوابات شیخ یحییٰ الحجوری دمّاجی نے دئے

قارئین کرام! ابو ہریرہ شبیر بن حمزہ الہندی نے شیخ یحییٰ بن علی الحجوری (حفظ اللہ) سے جو سوالات ڈاکٹر ذاکر نائک اور ان کے ادارے آئی آر ایف اور پیس ٹی وی کے بارے میں کئے تھے انکو ہم نے ابھی درج کیا پھر اس کے جوابات شیخ الحجوری نے دئے وہ دو کتابوں کی شکل میں www.AsliAhlehadeessunnet.com میں موجود ہیں۔ہمارے کمپیوٹر میں اردو اور انگریزی دونوں کے تراجم موجود ہیں۔ہمارے پاس انکی کاپیوں کے پرنٹ آؤٹ بھی موجود ہیں۔نیز ڈاکٹر موصوف کے تعلق سے خود انکی ویب سائٹ میں بھی ان گمراہ کن باتوں کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے جنکو ہم اپنی اس کتاب میں پیش کر رہے ہیں۔اور ویسے بھی پیس ٹی وی میں وقتاً فوقتاً ان باتوں کو ڈاکٹر صاحب پیش کرتے رہتے ہیں۔اور ساری دنیا سنتی رہتی ہے۔ان اغلاط سے وہ اہلحدیث علماء بھی واقف ہیں جو خود آئی آر ایف سے بدقسمتی سے وابستہ ہیں ہم نے اتمام حجت کے لئے آئی آر ایف میں کام کر رہے سلفی علماء سے مختصراً اس ادارے کی منہجی خامیوں کے سلسلے میں گفتگو کی تو بڑی حیرت ہوئی کہ عالمی شہرت یافتہ ہونے کے باوجود بھی انکو اصول دین سے واقفیت نہیں۔وہ نہیں جانتے کہ اہلحدیث کو اہل بدعت کے ساتھ کام نہیں کرنا چاہئے اور اس دینی وفکری گہرائی سے بھی عاری پایا جو بڑے علماء میں ہونا چاہئے۔ویسے اس سلسلے میں یہ علماء کم عمری کی بنا پر معذور ہیں۔لیکن چند بڑی عمر کے ملکی سطح کے علماء بھی اس سے وابستہ ہیں جو کل وقتی نہیں بلکہ جز وقتی ورکرس ہیں۔ان پختہ عمر کے سلفی علما کی اس ادارے کے ساتھ کارگردگی پر جس قدر حیرت کی جائے کم ہے۔انمیں سے بعض سے ہم نے انکی اس ادارے میں شرکت کا جواز طلب کیا تو غیر تسلّی بخش جوابات حاصل ہوئے بہر حال علماء صغار ہوں یا علماء کبار دونوں جن حالات میں آئی آر ایف سے جڑے تو حالات کچھ اس طرح کے تھے کہ جواز کی راہ بہر حال موجود تھی۔خود میں بھی آئی آر ایف سے ذھنی طور پر متفق تھا۔لیکن درجہ بہ درجہ۔ڈاکٹر ذاکر نائک کی فکری گمراہیاں سامنے آنا شروع ہوئیں اور پیس ٹی وی کی مقبولیت کے ساتھ اس میں ہونے والی ناہمواریاں اور کمیاں بھی سامنے آنے لگیں اور پھر انٹرنیٹ میں علماء عرب کے مقالات ڈاکٹر ذاکر نائک اور پیس ٹی وی کے خلاف آنا شروع ہوئے۔ہم نے انکا مطالعہ کیا اور پھر ذاکر نائک اور پیس ٹی وی کے ساتھ جو حسن ظن تھا جاتا رہا پھر خیر خواہی کے جذبے کے پیش نظر چاہا کہ نہ معلوم چھوٹے بڑے علماء آئی آر ایف کی تردید میں کھل کر اور کھول کرنا مزد طریقے پر کچھ لکھتے لکھاتے کیوں نہیں؟ کیوں پیش قدمی نہیں کرتے لہٰذا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کام کو شروع کیا جو آپکے ہاتھوں میں۔ویسے انٹرنیٹ سے باہر اس سلسلے میں ہندوستان میں کوئی کام نہیں ہوا لیکن بہر حال مولانا انصار زبیر محمدی کا ایک مضمون التبیان میں ڈاکٹر ذاکر نائک کے پرز ہر تیرونشتر کے نام سے البتہ موجود ہے جسمیں موصوف نے ۲۸ مارچ ۲۰۰۳ء صوبائی جمیعت اہلحدیث ممبئ عظمیٰ کے زیر اہتمام ہونے والی ایک کانفرنس (منعقدہ باندرہ کامپلیکس) کی ویڈیو رکارڈنگ کو من وعن نقل کیا اور مضمون کی شکل میں شائع کروایا اگر یہ رکارڈنگ مولانا انصار زبیر محمدی کو نہ ملی ہوتی تو اسکا ملنا مشکل تھا اس لئے کہ اس کانفرنس کی ویڈیو رکارڈنگ کی پوری ذمہ داری آئی آر ایف کی تھی۔کانفرنس کے خاتمے پر آئی آر ایف نے اس حصہ کی رکارڈنگ جسکا مولانا عبدالحمید رحمانی کی ذاکر نائک تقریر کی تردید سے تھا، نہ دی بہر حال عرصہ بعد مولانا موصوف کی کاوشوں کے نتیجے میں شائع کیا گیا۔آئی آر ایف اور ڈاکٹر ذاکر نائک کی مذمّت کے تعلق سے ایک دوسری کاوش مولانا عبدالمعید مدنی نے الاحسان کے چند شماروں میں کی ہے۔ان مقالات میں موصوف نے ذاکر نائک کی تحریک کے خطرات کا ایک غائر جائزہ لیا ہے۔تلاش بسیار کے بعد بھی مجھے یہ شمارے اب تک نہیں مل سکے۔اب یہ تیسری کاوش کتابی شکل میں قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔مولانا انصار زبیر محمدی اور مولانا عبدالمعید مدنی سے میرے دیرینہ تعلقات ہیں۔میں مولانا محمد انصار زبیر محمدی کا دل کی گہرائیوں سے ممنون ومشکور ہوں جنہوں نے کتاب کا مقدمہ تحریر کرنے کی ذمہ داری اٹھائی۔میں مولانا شکیل احمد اثری کا بھی ممنون ومشکور ہوں جنہوں نے کتاب کے مصادر کی تلاش میں دست تعاون دراز فرمایا۔موصوف کلیان کی ایک مسجد کی امامت وخطابت کرتے ہیں اس سے پہلے ممبئ میں بھی فرائض امامت انجام دے چکے ہیں آپ کاتب بھی ہیں۔

بسمِ اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ‘و نعوذ با للہ من شرور انفسنا و من سیّئات اعمالنا‘من یھدہ اللہ فلا مضلّ لہ‘و من یضلل فلا ھادی لہ‘و اشھدان لا الہ الا اللہ و حدہ لا شریک لہ ‘و الشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ ۔(یا ایھا الذین آمنو التّقو اللہ حق تقا تہ وَ لا تَمو تُنّ الّا و انتم مسلمون) (یا ایھا الناس التقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃٍ و خلق منھا زوجھا و بثّ منھما رجا لاً کثیر اً و نساء و التقو اللہ الّذی تساء لون بہ والار حام ان اللہ کان علیکم رقیبا) (یا ایھا الذین امنوا التقو اللہ و قو لوا قولاً سدیدا یصلح لکم اعما لکم و یغفر لکم ذنو بکم و من یطع اللہ و رسولہ فقد فاز فوزا عظیما ۔اما بعد فان اصدق الحدیث کلام اللہ و خیر الھدیٰ ھدیٰ محمد صلی اللہ علیہ و سلم و شر الامور محد ثا تھا و کل محد ثۃ بدعۃ ‘و کل بدعۃ ضلالہ‘و کل ضلالۃٍ فی النّار ۔ثم اما بعد۔کفر وضلالت کے اس دور میں ایمان کا بچانا مشکل امر ہوگیا ہے اہل حق و صداقت کا معاملہ بھی معرض خطر میں پڑ گیا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ہم اس سلسلے میں سلف صالحین کے موقف ومنہج کو جانیں اور واقف ہوں کہ سلفیوں یا اہلحدیث کے افراد کو اہل بدعت کے ساتھ کیسا معاملہ کرنا چاہئے۔ آیا ان کے ساتھ تعلقات قائم کرنا چاہئے یا ان سے دور رہنا چاہئے۔اس تعلق سے ارشاد باری ہے **(ھو الذی انزل علیک الکتاب منہ ایٰت محکمٰت ھنّ امّ الکتٰب و اخر متشبھت فا ما الّذین فی قلو بھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغآء الفتنۃ وا بتغآء تا ویلہ ۚوما یعلم تاویلہ الا اللہ۔ و الر السخون فی العلم یقولون آمنا بہ کل من عند ربّنا)** (ال عمران:۷)

ترجمہ وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی جس کی بعض آیتیں محکم ہیں (اور) وہی اصل کتاب ہے اور بعض متشابہ ہیں تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کا اتباع کرتے ہیں تا کہ فتنہ برپا کریں اور مرادِ اصلی (اصلی معنی) کا پتہ لگائیں۔حالانکہ مراد اصلی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو لوگ علم میں دست گاہِ کامل (قدرت کاملہ) رکھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں ہم ان پر ایمان لائے یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں‘‘

عیسائیوں کی طرح اہل بدعت بھی مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں

ان آیات کی تفسیر یہ ہے کہ ’’محکمات سے مراد وہ آیات ہیں جن میں اوامر (احکام) ونواہی (جن سے منع کیا گیا ہو) مسائل اور قصص (قصے وحکایات) ہیں جنکا مفہوم واضح اور اٹل ہے‘ اور انکے سمجھنے میں کسی کو اشکال (مشکل) پیش نہیں آتا۔اس کے برعکس آیاتِ متشابہات ہیں مثلا اللہ کی ہستی‘ قضاوقدر (تقدیر) کے مسائل‘ جنّت ودوزخ‘ ملائکہ (فرشتے) وغیرہ یعنی ماوراء عقل حقائق جن کی حقیقت سمجھنے سے عقل قاصر (عاجز) ہو یا ان میں ایسی تاویل کی گنجائش ہو یا کم ازکم ایسا ابہام (پریشانی) جن سے عوام کو گمراہی میں ڈالنا ممکن ہو۔اسی لئے آگے کہا جا رہا ہے کہ جن کے دلوں میں کجی (ٹیڑھا پن) ہوتی ہے وہ آیاتِ متشابہات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور انکے ذریعہ سے ’’فتنے‘‘ برپا کرتے ہیں۔جیسے عیسائی ہیں۔قران نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عبد اللہ اور نبی کہا ہے یہ واضح اور محکم (پختہ) بات ہے لیکن عیسائی اسے چھوڑ کر قرانِ کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ (اللہ کی روح) اور کلمۃ اللہ (اللہ کا کلمہ)

جو کہا گیا ہے‘ اس سے اپنے گمراہ کن عقائد پر غلط استدلال کرتے ہیں (یعنی دلیل نکالتے ہیں) یہی حال اہل بدعت کا ہے۔قران کے واضح عقائد کے برعکس (کے خلاف) اہل بدعت نے جو غلط عقائد گھڑ رکھے ہیں وہ انہی متشابہات کو بنیاد بناتے ہیں اور بسا اوقات محکمات کو بھی اپنے فلسفیانہ استدلال کے گورکھ دھندے سے متشابہات بنا دیتے ہیں۔اعاذنا اللہ منہ۔ان کے برعکس صحیح العقیدہ مسلمان محکمات پر عمل کرتا ہے اور متشابہات کے مفہوم کو بھی (اگر اس میں اشتباہ (شک) ہو) محکمات کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔کیونکہ قرانِ کریم نے ان ہی کو ’’اصل کتاب‘‘ قرار دیا ہے۔جس سے وہ فتنے سے بھی اور عقائد کی گمراہی سے بھی محفوظ رہتا ہے جعلنا اللہ منھم (تفسری حاشیہ از مولانا اصلاح الدین یوسف ص ۱۳۱۔اس تفسری حاشئے سے یہ امر متحقق ہوتا ہے کہ بدعتی لوگ اپنی عقل پرستی اور بدعت زدگی کی بیماری کو دوسروں میں بھی منتقل کرتے ہیں جیسے دورِ حاضر میں آئی آر ایف، جماعت اسلامی، علمائے دیوبند، تبلیغی جماعت اور پاکستان کے ڈاکٹر اسرار احمد وغیرہ وغیرہ۔

بدعتی (یہود) مسلمانوں میں فتنہ کے لئے کوشش کرتے ھیں

قران مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''**یا یھا الّذین آمنوا ان تطیعوا فریقا من الّذین اوتو الکتٰب یَر دّو کم بعد ایمانکم کٰفرین** (۱۰۰) (آل عمران :۱۰۰)۔ترجمہ۔اے ایمان والو اگر تم اہل کتاب (یہود) کے کسی فریق کا کہا مانو گے تو وہ تمہیں ایمان لانے کے بعد کافر بنا دیں گے۔اس آیت سے قبل کے مضمون میں یہودیوں کے مکر و فریب اور ان کی طرف سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی مذموم کوششوں کا ذکر کرنے کے بعد مسلمانوں کو تنبیہ کی جارہی ہے کہ تم بھی ان سازشوں سے ہوشیار رہو اور قران کی تلاوت کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود ہونے کے باوجود کہیں یہود کے جال میں نہ پھنس جاوٗ۔اسکا پس منظر تفسیری روایات میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ انصار کے دونوں قبیلے اوس وخزرج ایک مجلس میں اکھٹے بیٹھے باہم گفتگو کررہے تھے کہ شاس بن قیس یہودی ان کے پاس سے گزرا اور انکا باہمی پیار دیکھ کر جل بھن گیا کہ پہلے یہ ایک دوسرے کے سخت دشمن تھے اور اب اسلام کی برکت سے باہم شیر وشکر ہوگئے ہیں۔اس نے ایک نوجوان کے ذمّے یہ کام لگایا کہ وہ ان کے درمیان جاکر جنگِ بعاث کا تذکرہ کرے جو ہجرت سے ذرا پہلے انکے درمیان برپا ہوئی تھی اور انہوں نے ایک دوسرے کے خلاف جو رزمیہ اشعار کہے تھے وہ انکو سنائے۔چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا' جس پر ان دونوں قبیلوں کے پرانے جذبات پھر بھڑک اٹھے اور ایک دوسرے کو گالی گلوج دینے لگے یہاں تک کہ ہتھیار اٹھانے کے لئے للکار اور پکار شروع ہوگئی اور قریب تھا کہ ان میں باہم (آپسی) قتال (خوں ریزی) شروع ہوجائے کہ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور انہیں سمجھایا اور وہ باز آگئے اس پر یہ آیات بھی اور جو آگے آرہی ہیں وہ بھی نازل ہوئیں (تفسیر ابن کثیر و فتح القدیر وغیرہ۔ازمولانا صلاح الدین یوسف ص ۱۶۳

مذکورہ بالا حقائق کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ اہل بدعت سے دور رہا جائے اس لئے کہ یہ لوگ عیسائی اور یہودیوں کی طرح یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان راہ حق سے برگشتہ ہوکر متفرّق اور منتشر ہوکر کمزور ہوجائیں۔اہل بدعت تو اسی ٹوہ میں مسلسل لگے رہتے ہیں کہ مسلمانوں میں عقائد باطلہ وخرافاتِ رکیکہ عام کردیں۔اس کے لئے وہ طرح طرح کے حربے استعمال کرتے ہیں۔ان طور طریقوں میں ان کو مہارتِ تامہ حاصل ہے۔آپ مشاہدہ کریں گے کہ وضو اور طہارت کے ادنیٰ مسائل سے یہ لوگ ناواقف ہوتے ہیں لیکن بڑی خوبی کے ساتھ یہ لوگ سلف صالحین کے خلاف زہر افشانی کرتے ہیں' مسلمانوں میں بدعات وخرافات کو عام کرتے ہیں۔

مذکورہ آیات اہل بدعت کے لئے ہی نازل کی گئیں ہیں۔حدیث رسولؐ

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مندرجہ بالا آیت تلاوت فرمائی تو ساتھ ہی فرمایا کہ **فاذا رایتم الذین یتبعون ماتشا به منه فا و لئك الذین سمّی الله فحذ روھم** (اخرجہ البخاری ومسلم صحیح ابوداوٗد ۸۶۹/۳) ترجمہ۔جب تم دیکھو ایسے لوگوں کو جو قران کریم کی متشابہات کے پیچھے لگتے ہیں' تو جان لو کہ یہ وہی لوگ ہیں جنکا اللہ تعالیٰ نے نام لے کر تمہیں ان سے خبردار کیا ہے۔لہٰذا اہل بدعت کی یہ عادتِ قبیحہ ہے کہ آیات محکمات کو چھوڑ کر آیات متشابہات کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ حدیث کی روشنی میں لازم ہے کہ مسلمانوں کو ان کے زیغ وضلال سے خبردار رکھا جائے ان لوگوں میں گھلنے ملنے کے بجائے فاصلہ برقرار رکھا جائے اس لئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ان سے دور رہنا واجب ہے۔یہ لوگ قران وسنت کے اصل معانی کو ترک کرکے اپنی خواہشات کے مطابق معنی مراد لیتے ہیں اور خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی اپنے زیغ وضلال (گمراہی) کا شکار بناتے ہیں۔

اہل بدعت کی طرف مائل نہ ہونا (القران)

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔**وَلا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسّکمُ النار** (ھود ۱۱۳)۔اور جو لوگ ظالم ہیں' انکی طرف مائل نہ ہونا ورنہ تمہیں بھی آگ لگ جائیگی) یعنی ظالموں کے ساتھ نرمی اور مداھنت کرتے ہوئے ان سے مدد حاصل مت کرو اس سے انکو یہ تاثّر ملیگا کہ گویا تم انکی دوسری باتوں کو بھی پسند کرتے ہو۔اس طرح یہ تمہارا ایک بڑا جرم بن جائے گا جو تمہیں بھی انکے ساتھ نارِ جہنم کا مستحق بناسکتا ہے۔اس سے ظالم حکمرانوں کے ساتھ رابطہ وتعلق کی بھی ممانعت نکلتی ہے۔الا یہ کہ مصلحت عامہ یا دینی منافع متقاضی ہو۔ایسی صورت میں دل میں نفرت رکھتے ہوئے ان سے ربط وتعلق کی اجازت ہوگی۔جیسا کہ بعض احادیث سے واضح ہے۔ازحاشہ مولانا صلاح الدین یوسف صفحہ ۶۳۵۔

ہم نے اپنے سرداروں (بدعتی) کا کہا مانا تو گمراہ ہوئے

سورہ احزاب میں ارشادِ باری ہے **وَ قالو اربّنا انا اطعنا سا د تنا و کبر آ ءَ نا فا ضلّون السّبیلا ٥ ربنا اٰتھم ضعفین من العذاب وَ العنھم لعنا کبیرا** (الاحزاب ۶۷-۶۸) ترجمہ اور کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کہنا مانا تو انہوں نے ہم کو (صحیح) راستے سے گمراہ کر دیا۔ اے ہمارے رب انکو دوگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔ یعنی ہم نے تیرے پیغمبروں اور داعیان دین کے بجائے ان بڑے اور بزرگوں کی پیروی کی، لیکن آج ہمیں معلوم ہوا کہ انہوں نے ہمیں تیرے پیغمبروں سے دور رکھ کر راہ راست سے بھٹکائے رکھا۔ آبا پرستی اور تقلید اکابر (چار اماموں کی پیروی) آج بھی لوگوں کی گمراہی کا باعث ہے۔ کاش مسلمان آیاتِ الٰہی پر غور کر کے ان پگڈنڈیوں سے نکلیں اور قران وحدیث کی صراطِ مستقیم (سیدھی راہ) کو اختیار کر لیں کہ نجات صرف اور صرف اللہ اور رسول کی پیروی میں ہی ہے۔ نہ کہ مشائخ واکابر کی تقلید میں یا آباواجداد کے فرسودہ طریقوں کے اختیار کرنے میں (حاشیہ مولانا صلاح الدین یوسف ص ۱۱۹۴۔

یھود و نصاریٰ کے علماء اور رھبان نے بدعت ایجاد کی

ارشادِ باری ہے ”**ام لھم شرکٰوء ا شر عوا لھم من الدین ما لم یا ذن بہ اللہ** (الشوریٰ:۲۱) کیا انکے ایسے شریک ہیں جنھوں نے انکے لئے دین میں ایسی باتیں شروع کیں جنکی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ یعنی ان علماء بدعت نے اپنی مرضی سے شرک اور گناہوں میں نئی نئی باتیں ایجاد کیں اور قوم کے لوگوں کو گمراہ کیا۔ یہ بھی فرمایا ”

اتّخذ وا احبا رھم ورھبا نھم ار با با من دونِ اللہ والمسیح ابن مریم وما امر وا الا لیعبدوا الھا واحدا ج لاالہ الا ھوط سبحنہ عمّا یشرکون (التوبہ ۳۱) انہوں نے اپنے احبار (علماء) اور رھبان (درویشوں) کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا اور مسیح ابن مریم علیہما السلام کو بھی انہیں تو یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ ایک ہی معبود کی عبادت کریں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور وہ انکے شریک کئے جانے سے پاک ہے۔ اس کی تفسیر حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث سے بخوبی ہو جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ آیت سن کر عرض کیا کہ یہود ونصاری نے تو اپنے علماء کی کبھی عبادت نہیں کی۔ پھر یہ کیوں کہا گیا کہ انہوں نے انکو اپنا رب بنالیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ٹھیک ہے کہ انہوں نے عبادت نہیں کی لیکن یہ بات تو ہے نا کہ ان کے علماء نے جسکو حلال قرار دے دیا اس کو انہوں نے حلال اور جس چیز کو حرام کر دیا اسکو حرام ہی سمجھا۔ یہی ان کی عبادت کرنا ہے (صحیح ترمذی تفسیر القران باب ومن سورۃ الفاتحۃ الکتاب حدیث ۲۹۵۳، مسند احمد ۳۷۸/۴، تفسیر طبری، تفسیر ابن ابی حاتم ۱۷۸۴/۶، بحوالہ المصباح المنیر تہذیب وتحقیق ابن کثیر مطبوعہ دار السلام) کیونکہ حرام وحلال کرنے کا حق واختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ یہی حق اگر کوئی اور شخص کسی اور کے اندر تسلیم کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اسکو اپنا رب بنالیا ہے۔ اس آیت میں ان لوگوں کے لئے بڑی تنبیہ ہے جنھوں نے اپنے اپنے پیشواؤں کو تحلیل (حلال کرنے) و تحریم (حرام کرنے) کا منصب دے رکھا ہے اور انکے اقوال کے مقابلے میں نصوصِ قران وحدیث (قران وحدیث کے دلائل) کو بھی اہمیت دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ لہٰذا جو لوگ اپنے علما وصوفیا کی اندھی تقلید کرتے ہیں کل بروز قیامت سورۂ احزاب کے مطابق اپنے رب سے کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کہنا مانا انکو اپنا امام بنایا اور انکے بے دلیل اقوال کی پیروی کی تو انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔ اے ہمارے اب انکو دوگنا عذاب دے۔

استدراک۔ ان دلائل کی روشنی میں ہم اپنے سلفی برادران سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ اگر اہلحدیث کے سوا دوسرے فرقوں اور نئی نئی جماعتوں کے جادو کا شکار ہو چکے ہیں تو انکو اپنے موقف اور منہج پر نظرِ ثانی کرنا چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ کی گرفت آ پکڑے اور آخرت برباد ہو جائے۔ آج شیطانی فریب قسم قسم کے نئے روپ دھار کر اہلحدیثوں کو گمراہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ کوئی جماعت اسلامی کا شکار نظر آتا ہے، کوئی ایس آئی او، کوئی تبلیغی جماعت کا، کوئی علماء دیوبند کا کوئی آئی آر ایف کا دیوانہ نظر آتا ہے کوئی کہتا ہے کہ ہم تو مسلمان ہیں۔ اہلحدیث نام کی کیا ضرورت ہے۔ کوئی آئی آر ایف کے زیر اثر اللہ تعالی کے ناموں کے سلسلے میں گمراہ نظر آتا ہے۔ کوئی آئی آر ایف کے حسن وشباب Glamour سے گھایل ہے تو کوئی وسیع المشربی اور وسیع النظری کے تصور کے تحت اہلحدیث کے ساتھ ساتھ دوسرے فرقوں کی صداقت کا بھی معترف نظر آتا ہے۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے ۷۳ فرقوں میں سے صرف ایک ہی طبقہ کو نجات یافتہ قرار دیا ہے اور وہ ہے قران وسنّت اور صحابہ وتابعین رضی اللہ عنھم کا منہج جس کی شہادت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ پھر شک اور تردد کیوں ہے؟ جب کہ معلوم ہے کہ نجات یافتہ طائفہ منصورہ صرف اہلحدیث ہیں اس لئے کہ صرف یہی طبقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی دین پر عمل پیرا ہے جس پر صحابہ وتابعین رضی اللہ عنھم تھے۔

اچھی اور بری صحبت کے بارے میں حدیث رسول ﷺ

علامہ ربیع بن ہادی المدخلی اس حدیث سے اہلحدیث کو اہل بدعت سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہیں کہ وہ علم حاصل کریں اور اہل خیر کی مجالس اختیار کریں۔ ساتھ ہی اہل شر (اہل بدعت) سے پرہیز کریں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برے ساتھی اور ان کے برے اثرات' دوسری جانب اچھے ساتھی اور ان کے اچھے اثرات کی مثال بیان فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اچھے ساتھی اور برے ساتھی کی مثال ایک عطر فروش (عطر بیچنے والا) اور بھٹی دھونکنے والے کی طرح ہے۔ جو عطر بیچنے والا ہے وہ یا تو تم کو عطر تحفے میں دیگا یا تو اس سے خرید لیگا یا پھر کم سے کم تجھے اس کی طرف سے اچھی خوشبو آتی رہیگی یعنی تم ہر حال میں کامیاب اور اس سے مستفید ہوتے رہوگے' اس سے خیر و بھلائی ہی حاصل ہوتی رہیگی جیسا کہ کھجور کا درخت ہوتا ہے کہ وہ پورا کا پورا خیر اور نفع بخش ہوتا ہے جیسا کہ مومن بندہ ہوتا ہے۔ اور برے ہم نشین (ساتھی) کی مثال ایک بھٹی دھونکنے والے کی مانند ہے جو یا تو تمہارے کپڑے جلا دیگا یا تم اس کے دھودیں سے محفوظ نہ رہ سکوگے۔ صحیح بخاری' کتاب الذبائح' باب المسک۔ صحیح مسلم۔ کتاب البرّ والصلۃ، باب استحباب مجالسۃ الصالحین۔

علامہ ربیع بن ہادی المدخلی اس حدیث کے نقل کے بعد فرماتے ہیں کہ جب یہ بات معلوم ہے کہ برے لوگوں کی مجلس اختیار کرنا لازماً نقصان دہ ہے تو پھر آپ ایسے بدعتی لوگوں کے ساتھ میل جول' ان کی مجالس میں رہنے کے حریص اور لالچی آخر کس دلیل کی بنا پر ہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے ڈرایا ہے۔ اس کی خطرناکی کو بیان فرمایا۔ پھر تم کس دلیل کی بنا پر اہل سنت و جماعت کے منہج کی مخالفت کرتے ہو۔ راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ جب بری صحبت کا انجام برا ہوتا ہے تو پھر کیوں اہلحدیث ایسے پلیٹ فارم پر جمع ہوتے ہیں جسکا کوئی موقف نہیں کوئی منہج نہیں۔

آئی آر ایف کا کوئی منہج نہیں 'کوئی موقف نہیں!

مدعی سست گواہ چست کے بموجب ڈاکٹر ذاکر نائک تو خود کو اہلحدیث کہنے پر تیار نہیں بلکہ پیچیدہ زبان میں خود کو حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی کہتے ہیں بلکہ اہلحدیث کے نام کے ہی منکر ہیں اپنے اسٹیج سے علماء کو خطاب کروانے کا کوئی پختہ منہج یا پیمانہ نہیں بلکہ سرودھرم سمبھاؤ کے مطابق کسی بھی مکتبہ فکر کے عالم کو خطاب کرنے کا سزاوار سمجھتے ہیں۔ کبھی کبھی تو حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی کے ساتھ ساتھ اہلحدیث مسلک کو فرقہ پرست کہہ دیتے ہیں۔ ایسی صورتِ حال میں اہلحدیث عوام اور علماء اہلحدیث ذاکر نائک کو آخر کس دلیل کی بنا پر اہلحدیث سمجھتے ہیں یا انکا ایسا خیال ہے کہ ذاکر نائک ہیں تو اہلحدیث لیکن اختلافات سے بچنے کے لئے اسکا اظہار نہیں کرتے۔ یہ محض بے دلیل ہے۔ موصوف کے اسٹیج سے ہندو پاک کے متعدد بدعت زدہ علماء خطاب کرتے ہیں۔ اہلحدیث بھی خطاب کرتے ہیں۔ کیا عوام الناس کو ایسی بدعت زدہ تعلیم اور مخلوط معلومات سے فائدہ حاصل ہوگا؟ ہرگز نہیں بلکہ اس سے انکے خیالات میں پراگندگی اور انتشار پیدا ہوگا۔ فکری آوارگی آئے گی۔ لہٰذا ایسے اسٹیج سے اہلحدیثوں کو قطعی پرہیز کرنا چاہئے۔ انکے ساتھ مل کر کام کرنے کی کوئی شرعی دلیل بظاہر نظر نہیں آتی۔ پھر نہ جانے کیوں نہ صرف چھوٹے علماء بلکہ اکابر علماء اکرام بھی ڈاکٹر ذاکر نائک کی زلف گرہ گیر کے اسیر ہیں۔ یاد رہے ڈاکٹر ذاکر نائک کے آئی آر ایف کے اسٹیج سے دیوبندی علماء' جماعت اسلامی کے علماء نیز تبلیغی فکر سے متاثر علماء نیز صوفی ازم سے متاثر علماء یا پاکستان کے ڈاکٹر اسرار کے خطابات نشر ہوتے ہیں۔ ایسی نازک صورت حال میں کیا یہ بات لوگوں کے سمجھ میں نہیں آتی کہ مذکورہ بالا بدعتی علما اور فکر اسلامی سے منحرف علماء (ارباب جماعت اسلامی) کی جتنی بھی بیماریاں اور گمراہیاں ہیں وہ سب کی سب نئی نسل میں منتقل ہو جائیں گی پھر اتنی بڑی دنیا میں انکی تطہیر (پاک کرنے کا عمل) کیسے ہوسکیگی؟ کس طرح فرداً فرداً لوگوں سے مل کر ان مسلکی اور تقلیدی اور عقیدے کی بیماریوں کا ازالہ ہوسکیگا؟ کسی بھی قیمت پر ایسی مخلوط اور مسموم اور متاثر تعلیمات سے عوام کا فائدہ تو بہت دور کی بات ہے نقصان اتنا زیادہ ہوگا کہ اسکا تصوّر بھی روح کو لرزہ براندام کر دیتا ہے۔ اس سلسلے میں فضیلۃ الشیخ ابوعبدالرحمٰن یحییٰ بن علی الحجوری کی تالیفات' نیز دیگر سعودی علماء کی تالیفات کی طرف رجوع فرمائیں۔ انٹرنیٹ میں یہ تالیفات بہ آسانی مل سکتی ہیں۔ خود میری بھی عنقریب شائع ہونے والی' ڈاکٹر ذاکر نائک کی تردید سے متعلق کتاب مطالعہ فرمائیں۔ لہٰذا سلفی برادران بیدار ہو کر صرف منہج سلف یعنی منہج اہلحدیث سے مربوط اور متعلق ہو کر رہیں اسی میں خیر و برکت اور اسی میں نجات ہے۔ اس لئے کہ یہی وہ جماعت حقہ' طائفہ منصورہ ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی ہے کہ یہی جماعت غالب رہیگی کوئی اسکا کچھ نہ بگاڑ سکیگا۔

اچھی صحبت کے اچھے نتیجے کی حکایت سورۃ البروج

سورہ بروج میں ارشاد ربّانی ہے قُتِلَ اَصۡحٰبُ الاُخدُوۡدِ یعنی خندق والے قتل کئے گئے دراصل یہ ایک کافر بادشاہ کی کہانی ہے جسمیں یہ ہے کہ کافر بادشاہ اور انکے ساتھی خندق میں آگ جلاکر مسلمانوں کو اس میں پھینک رہے تھے اور اہل ایمان کے جھلسنے کا تماشا دیکھ رہے تھے۔اس کی تفصیل صحیح احادیث سے ثابت ہے۔اسکو تفسیر ابن کثیر کے حوالے سے لوگوں کی عبرت کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔اس واقعہ میں اچھی صحبت کے اچھے نتائج اور بری صحبت کے برے نتائج پر درس عبرت حاصل ہوتا ہے اور بھی مفادات حاصل ہوتے ہیں۔ یہ قصہ دلچسپی سے خالی نہیں لہٰذا قصہ پڑھیں۔گزشتہ زمانے میں ایک بادشاہ کا ایک جادوگر اور کاھن تھا' جب وہ کاھن بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ مجھے ایک ذھین لڑکا دو' جسے میں یہ علم سکھادوں' چنانچہ بادشاہ نے ایک سمجھدار لڑکا تلاش کر کے اس کے سپرد کر دیا۔لڑکے کے راستے میں ایک راھب کا بھی مکان تھا۔ یہ لڑکا آتے جاتے اس کے پاس بھی بیٹھتا اور اس کی باتیں سنتا جو اسکو اچھی لگتیں۔اسی طرح سلسلہ چلتا رہا۔ایک مرتبہ یہ لڑکا جا رہا تھا کہ راستے میں ایک بہت بڑے جانور (شیر یا سانپ) نے لوگوں کا راستہ روک رکھا تھا۔لڑکے نے سوچا آج میں پتہ کرتا ہوں کہ جادوگر صحیح ہے یا راھب؟اس نے ایک پتھر لیا اور کہا اے اللہ اگر راھب کا معاملہ تیرے نزدیک جادوگر کے معاملے سے بہتر اور پسندیدہ ہے تو اس جانور کو مار دے تا کہ لوگوں کی آمدورفت جاری ہو جائے'' یہ کہہ کر اس نے پتھر مارا اور وہ جانور مر گیا۔لڑکے نے جا کر یہ واقعہ راہب کو بتلایا راھب نے کہا بیٹے اب تم فضل وکمال کو پہنچ گئے ہو اور تمہاری آزمائش شروع ہونے والی ہے۔لیکن اس دور ابتلا (آزمائش) میں میرا نام ظاہر نہ کرنا۔ یہ لڑکا مادرزاد اندھے' برص اور دیگر بعض بیماریوں کا علاج بھی کرتا تھا لیکن اللہ پر ایمان لانے کی شرط کے ساتھ۔اسی شرط پر اس نے بادشاہ کے ایک نابینا مصاحب کی آنکھیں بھی اللہ سے دعا کر کے صحیح کر دیں۔ یہ لڑکا یہی کہتا تھا کہ اگر تم ایمان لے آؤ تو میں اللہ سے دعا کرونگا۔ وہ شفاعطا فرمادیگا۔ چنانچہ اسکی دعا سے اللہ شفایاب فرما دیتا یہ خبر بادشاہ تک بھی گئی تو وہ بہت پریشان ہوا۔ کچھ اہل ایمان کو تو اس نے قتل بھی کر دیا۔اس لڑکے کے بارے میں اس نے چند آدمیوں کو کہا کہ اسکو پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر نیچے پھینک دو'اس نے اللہ سے دعا کی' پہاڑ میں لرزش پیدا ہوئی جس سے وہ سب گر کر مر گئے اور اللہ نے اسکو بچالیا۔ بادشاہ نے اسکو دوسرے آدمیوں کے سپرد کر کے کہا کہ ایک کشتی میں اسکو بٹھا کر سمندر کے بیچ میں لے جا کر اسکو پھینک دو۔ وہاں بھی اس کی دعا سے کشتی الٹ گئی جس سے وہ سب غرق ہو گئے اور یہ بچ گیا۔اس لڑکے نے بادشاہ سے کہا۔ اگر تو مجھکو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اسکا طریقہ یہ ہے کہ ایک کھلے میدان میں لوگوں کو جمع کر و اور بسم اللہ ربّ الغلام کہہ کر مجھکو تیر مار دو۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا جس سے وہ لڑکا مر گیا لیکن سارے لوگ پکار اٹھے کہ ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے۔ بادشاہ اور زیادہ پریشان ہو گیا۔ چنانچہ اس نے خندقیں کھدوائیں اور اس میں آگ جلوائی اور حکم دیا کہ جو ایمان سے انحراف نہ کرے یعنی اللہ کو ماننا نہ چھوڑے' اس کو آگ میں پھینک دو۔اس طرح ایمان والے آتے گئے اور آگ کے حوالے ہوتے گئے حتی کہ ایک عورت آئی جس کے ہاتھ میں ایک بچہ تھا وہ ذرا ٹھٹکی تو بچہ بول پڑا امّاں صبر کر تو حق پر ہے۔حاشیہ صلاح الدین مقبول ص ۱۷۰۴۔

استدراک۔ اس حکایت سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اس لڑکے نے جادوگری اور کہانت کو جب سیکھنا شروع کیا جو کہ حرام تھا تو راستے میں ایک راھب کی صحبت بھی اختیار کی اس صحبت سے اس کے اندر ایک خاص ایمانی طاقت پیدا ہوئی جس کی مدد سے اس نے راستے کے شیر یا سانپ کو مار کر ہلاک کر دیا اس اچھی صحبت سے وہ مادرزاد اندھے ٹھیک کرنے کے لائق ہوا۔ نیز نابیناؤں کی آنکھیں بھی دعا کے ذریعہ ٹھیک کر دیتا تھا۔ بادشاہ چونکہ کافر تھا تو اس نے لڑکے کو کئی طریقوں سے ہلاک کرنا چاہا لیکن ناکام رہا پھر لڑکے کے مشورہ سے وہ اسکو مار سکا لیکن اس کی معجزاتی موت دیکھ کر تمام حاضرین ایمان لے آئے پھر بادشاہ نے غصہ سے خندقیں کھدوائیں اور انمیں مومنوں کو آگ میں جلانا شروع کیا لیکن کسی نے بھی ایمان ترک نہ کیا۔ان تفصیلات سے یہ معلوم پڑا کہ بروں کی صحبت میں برے علوم وفنون نہ سیکھنا چاہئے بلکہ اچھوں کی صحبت میں اچھے علوم سیکھنا چاہئے جیسے کہ لڑکے نے جادوگری کے مدِّ مقابل اس راھب سے اچھے اور مفید علوم سیکھے یعنی اچھی صحبت سے لڑکے کو فائدہ حاصل ہوا وہ نیک اور ایمانی اعتبار سے طاقتور ہو گیا۔ اگر وہ لڑکا راھب کی اچھی صحبت اختیار نہ کرتا تو جادوگری اور کہانت اسکو برباد کر دیتے۔ بالکل یوں ہی مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اہل بدعت وشرک سے فاصلہ رکھیں' انکی صحبت سے پرہیز کریں ورنہ انکی دوستی اور صحبت سے دل سے شرک وبدعت کی برائی اور سنگینی کا احساس ختم ہو جائے گا اور نہ جانے کب یہ برائی ان کے اندر داخل ہو جائے اس لئے کہ شیطان تو ہر وقت گھات میں بیٹھا ہوا ہے۔اہل بدعت کے ساتھ دوستی نے کتنے ہی بڑے علماء ومحدثین کو راہِ حق سے برگشتہ کیا،اس کی مثالیں عنقریب ہم پیش کریں گے۔

صحابہ کرامؓ کی منہجی غلطی کی بنا پر انکا وقتی سماجی بائکاٹ

کون نہیں جانتا کہ ان تین صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے توبہ کر لینے کے بعد بھی انکے سماجی بائکاٹ کا حکم دیا گیا جو غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ یہ تین صحابہ رضی اللہ عنھم تھے۔ حضرت کعب بن مالک، حضرت مرادہ بن ربیع اور حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنھم۔ یہ تینوں نہایت مخلص مسلمان تھے۔ اس سے قبل ہر غزوے میں یہ شریک ہوتے رہے۔ اس غزوہ تبوک میں صرف لاپرواہی کی بنا پر شریک نہیں ہوئے بعد میں انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا تو سوچا کہ ایک غلطی (جہاد میں پیچھے رہ جانے کی) تو ہو ہی گئی ہے لیکن اب منافقین کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عذر پیش کرنے کی غلطی نہیں کرینگے۔ لہٰذا حاضر خدمت ہو کر اس غلطی کا صاف اعتراف کر لیا اور اس کی سزا کے لئے اپنے آپکو پیش کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیا کہ اللہ انکے بارے میں کوئی حکم نازل فرمائیگا۔ تاہم اس دوران آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو ان تینوں حضرات سے تعلق قائم کرنے حتیٰ کہ بات چیت تک کرنے سے روک دیا اور چالیس راتوں کے بعد انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی بیویوں سے بھی دور رہیں۔ چنانچہ بیویوں سے بھی جدائی عمل میں آ گئی۔ مزید دس دن گزرے تو توبہ قبول کر لی گئی اور سورۃ توبہ کی انکی توبہ قبول ہونے کی آیت نازل ہوئی۔

ان صحابہ رضی اللہ عنھم کی توبہ سے مستفاد ہونے والے حقائق

ان تین صحابہ رضی اللہ عنھم کی غلطی یا تساہلی کے بعد کی جانے والی توبہ کے باوجود بھی انکے بائکاٹ کا حکم دیا گیا۔ حالانکہ وہ اپنی تنہائی کے اس فتنے کو لئے ہوئے سماج میں گھوم پھر نہیں رہے تھے، نا اسکا تذکرہ کسی سے کر رہے تھے۔ نہ اس کی تبلیغ مقصود تھی کہ اسکو رائج کرتے پھریں بلکہ توبہ کر کے اور نادم ہو کر اپنی کوتاہی کا اعتراف ان تینوں نے فرمایا۔ جب ایسے نفوسِ قدسیہ کے سلسلے میں شریعت نے اتنی سختی برتی جنکی مغفرت کا وعدہ اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے، تو پھر اہل بدعت وضلالت کے سلسلے میں مسلمان تساہلی اور لاپرواہی کس طرح برت سکتے ہیں۔ ان اہلِ بدعت کے سلسلے میں حسنِ ظن کیسے رکھا جا سکتا ہے۔ یہ حسنِ ظن اللہ تعالیٰ کے منہج اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہج کے خلاف ہے۔

بلکہ فضیلۃ الشیخ ربیع بن ہادی المدخلی کے مطابق اسی آیت سے استدلال کے نتیجے میں لازم ہے کہ اہل بدعت سے لوگوں کو خبردار کیا جائے اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم دیکھو ایسے لوگوں کو جو قرانِ کریم کی متشابہات کے پیچھے لگتے ہیں، تو جان لو کہ یہ وہی لوگ ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے پس ان سے خبردار رہو۔ یہ نہیں فرمایا کہ ان سے حسنِ ظن رکھو جیسا کہ آج کل بہت سے لوگ بدعتیوں کی تردید سن کر یہ کہتے ہیں کہ آپ (اہلحدیث) لوگ دوسروں کی نیتوں پر شک کرتے ہیں دیکھے یہ لوگ کتنا اچھا کام کر رہے ہیں غیر مسلم لوگوں کو دعوت اسلام پیش کر رہے ہیں، منطق وفلسفہ اور سائنس کے ذریعہ اسلام کو ثابت کر رہے ہیں۔ مسلمانوں میں اتحاد پیدا کر رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ تو آپ حضرات سن لیجئے شیخ ربیع بن ہادی المدخلی فرماتے ہیں کہ اے صاحب ہم جب دوسرے بدعتی منہج والوں کو دیکھیں گے اور ان میں شبہات اور گمراہیاں پائیں گے تو یقیناً وہ ماخوذ ہوں گے ان کی مذمّت کی جائے گی۔ قران وسنّت کی روشنی میں انکی تردید کی جائیگی اس لئے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ان جیسے لوگوں کے بارے میں خبردار کیا ہے۔ شیخ ربیع آگے فرماتے ہیں کہ یہ تینوں صحابی رضی اللہ عنھم بدری تھے جو کسی عذر کی وجہ سے غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ انہوں نے توبہ بھی کی تھی لیکن پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۴۰ دن تک انکا سوشل بائکاٹ کئے رکھا۔ اللہ تعالیٰ جو رؤف ورحیم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ رؤف ورحیم ہیں انکے ساتھ ایسا معاملہ فرمایا یعنی بائکاٹ کا تو پھر یقیناً اہل بدعت کا بائکاٹ کرنا صحیح منہج اہل سُنّت ہے۔ اسی پر عمل کرنا چاہئے۔

اہل بدعت کے ساتھ صحبت اختیار کرنا منع ہے

گزشتہ سطور میں ہم نے قران وسنت کے متعدد نصوص پیش کئے جو اشارہ کرتے ہیں کہ اچھی صحبت سے اچھے اثرات اور بری صحبت سے برے اثرات پیدا ہوتے ہیں یعنی وہ حدیث

جس میں ہے خوشبو بیچنے والے کی دوستی سے خوشبو حاصل ہوگی اور بھٹی پھونکنے اور دھونکنے والے کی دوستی سے دھواں، آگ اور بدبو ملیگی، اسی طرح بدعتی لوگوں کی دوستی سے بدعت کے برے اثرات پڑیں گے اور اہلحدیث سے دوستی کرنے میں صحیح منہج اور صحیح عقیدہ ملیگا۔ اسی لئے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ "اہل اہوا (اہل بدعت) کے ساتھ میل جول نہ رکھو ورنہ وہ تمہارے دل میں وہ بات (بدعت) ڈال دیں گے جس پر تم اس کی اطاعت کروگے تو خود کو ہلاکت میں ڈال دوگے یا اس کی مخالفت کرکے اپنے دل کو مریض بنالوگے۔ حضرت ابوقلبہ کا قول ہے کہ اہلِ بدعت کے ساتھ نہ بیٹھو اور نہ ان کے ساتھ بحث کرو اس لئے کہ وہ تمکو گمراہی میں غرق کردینگے اور تمہارے علم میں تمکو شک میں ڈال دینگے حضرت ابوایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بدعتی اپنی بدعت میں جتنا زیادہ گہرائی میں جاتا ہے اتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا جاتا ہے اور بدعتیوں کو خارجی قرار دیتے ہوئے وہ فرماتے ہیں۔ کہ خوارج کے نام تو مختلف ہیں لیکن تلوار کے حلال ہونے میں متفق ہیں۔ یحیٰ بن کثیر نے فرمایا کہ جب تم راستہ میں بدعتی سے ملو تو اپنا راستہ بدل دو۔ یہ تمام اقوال الاعتصام الشاطبی سے ماخوذ ہیں۔ ان اقوال کا یہ مفہوم نہیں کہ اہل بدعت سے نہ ملا جائے یا ان کی اصلاح نہ کی جائے۔ بلکہ ان سے ملنا صرف اصلاح ہی کے لئے ہونا چاہئے۔ اور جو یہ کہتا ہے کہ راستہ بدل دو اور ان سے دور ہو تو یہ محض اس امر پر زور دینے کے لئے ہے کہ یہ بے حد وحساب نقصان دہ اور ضرر رساں ہیں ورنہ اصلاح تو مسلمان کا فرض منصبی ہے۔

اصلاح اُمت اور دفع شر

اس سلسلے میں ارشادِ الٰہی ہے **ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یا مرون با المعروف و ینھون عن المنکر**۔ (سورۃ آل عمران:۱۰۴) ترجمہ تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس فریضے کی انجام دہی کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی منکر (براکام) ہوتے دیکھے تو اسکو چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے روکے، اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ رکھے تو اپنی زبان سے روکے اور اگر زبان سے نہ روک سکے تو اپنے دل میں اس کو برا جانے اور یہ ایمان کا کمزورترین درجہ ہے۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون النھی عن المنکر من الایمان۔

تبنیہ۔ ان نصوص صریحہ (کھلے دلائل) کی روشنی میں ہم تمام اہلحدیثوں کو آگاہ کرتے ہیں کہ وہ کسی اعتبار سے بھی اہل بدعت، جیسے مقلدین، بریلوی افراد، شیعہ وخوارج، جماعت اسلامی، ایس آئی او، آئی آر ایف اور دوسری تنظیموں سے جڑ کر کوئی کام نہ کریں بلکہ اپنے پلیٹ فارم پر بھی اہل بدعت کو خطاب کرنے کی دعوت نہ دیں الا یہ کہ انکی اصلاح کے لئے۔ یہ تمام جماعتیں وہ ہیں جو تبلیغ دین میں بھٹکے ہوئے اور فکری واعتقادی زیغ وضلال میں سر سے پاؤں تک ڈوبے ہوئے ہیں۔ سب سے بڑا فتنہ تو آئی آر ایف کا ہے اس لئے کہ میڈیا کے زور وقوت کی بنیاد پر یہ مسلمانان ہند بلکہ مسلمانان عالم کو اپنے دامِ فریب میں لے رہا ہے اور مخلوط اور مسموم (زہر آلود) اور بدعت زدہ تعلیمات دے کر ساری دنیا سے بظاہر داد تحسین حاصل کر رہا ہے۔ اسکا نتیجہ اتنا خطرناک ہوگا کہ ساری ملّت شرک وبدعت اور متعدد رنگا رنگ فکری انحرافات وخرافات ولغویات وواہیات کے اندھیروں میں غرق ہوکر دم توڑ دیگی اور نارِ جہنم کا شکار ہوگی۔ اس لئے کہ ذاکر نائک کو اس کی کوئی فکر نہیں کہ پہلے دین کو خالص اور پاک کیا جائے پھر بالکل صحیح فکر کے علما کو منتخب کیا جائے پھر اسلامی تعلیمات کو سارے عالم میں نشر کیا جائے۔ ڈاکٹر موصوف تو ہر مکتبہ فکر کے علماء کو موقع خطاب دے کر ملّت اسلامیہ کو صد ہاقسم کی اعتقادی گمراہیوں اور بیماریوں کا شکار بنا رہے ہیں جسکا کوئی علاج ممکن نہ ہوسکیگا۔ اور پھر یہ علماء ان کے سامنے اتنے مجبور اور بے بس ہوکر رہ جائیں گے کہ لوگ آواز اور فیصلہ صرف ذاکر نائک کا سنینگے اور علما کی کوئی دادرسی نہ کرسکیگا کیونکہ ذاکر صاحب نے ادارے کی پوری طاقت اپنے پاس میں ہی مرکوز کررکھی ہے۔ کسی عالم یا کارکن کو کسی حقیر شئے کا کوئی اختیار نہیں۔

اھلحدیث کا آئی۔آر۔ایف۔ کیلئے ناعاقبت اندیشانہ اقدام

قارئین سے توجہ کا طالب ہوں کہ اتنی کم مدت میں ڈاکٹر ذاکر نائک نے ایک نہیں درجنوں فکری ومنہجی غلطیوں کا ارتکاب کیا ہے۔ عقائد کے بارے میں، طریق تبلیغ دین کے بارے میں نیز وید پران اور تورات وانجیل سے استدلال کے سلسلے میں جس کے لئے مستقل ایک تالیف درکار ہے۔ ہم الگ سے اس سلسلے میں ایک کتاب تالیف کر رہے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اگر آج اہلحدیث حضرات خوابِ غفلت سے بیدار نہ ہوں گے تو کل کفِ افسوس ملے بغیر کوئی چارۂ کار نہ ہوگا۔ اور پھر بے چارے اہلحدیث عوام کیا کریں خود انکے متعدد علماء یعنی علماء صغار وعلما کبار اس فتنے کا شکار ہوگئے ہیں۔ ان علماء کے آئی آر ایف سے خطابات سن کر ہی تو اہلحدیث عوام آئی آر ایف کے آڈیٹوریم کی طرف کشاں کشاں، افتاں

وخیزاں، شاداں وفرحاں چلے جاتے ہیں۔ اگر یہ علماء آئی آر ایف سے نہ جڑے ہوئے ہوتے تو عوام بھی اس تعداد کے ساتھ شاید ہی ان اجلاس میں شرکت کرتے۔ ابھی بھی دیر نہیں ہوئی ہے بیدار ہو جایئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو یاد کیجئے جس میں آپ نے امت کی ایک جماعت کو طائفہ منصورہ یعنی غالب جماعت فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کی فتح ونصرت کا وعدہ کیا ہے۔ پھر کیوں بدعت زدہ جماعتوں کا مرہون منت بنا جائے۔ کیوں یہ مانا جائے کہ آئی آر ایف کے ذریعہ ہی ہماری آواز کم سے کم بڑے پیمانے پر لوگوں تک تو پہنچ جائے گی۔ ہرگز نہیں۔ یہ آواز کسی کام کی نہ ہوگی اس لئے کہ اس آواز میں شرک وبدعت کی بہت سی آوازیں شامل ہوں گی۔ لوگ امتیاز کیسے کر پائیں گے؟ اس مخلوط اور مسموم آواز میں اور ان تعلیمات میں اتنی آمیزش اتنی ملاوٹ (خرافات وبدعات) ہوگی اور عقیدہ وایمان کی اتنی بیماریاں پیدا ہو جائیں گی کہ کوئی عالم اسکا علاج نہ کر پائیگا۔ ایسی کوئی دوا نہیں بنی جو ان متعدد امراض کا فوری علاج کر دے۔ بلکہ ایمان میں ایک لاعلاج روگ لگ جائیگا جسکا انجام صرف اور صرف جہنم ہوگا۔ لہٰذا ذاکر نائک صاحب کو چاہئیے کہ پہلے وہ خود علماء اہلِ سُنت کے مشورے سے اپنا منہج طے کریں بلکہ ہر تقریر سے پہلے علماء سے مشورہ طلب کریں۔ پھر اگر ان تقاریر میں کوئی منہجی غلطی ہو تو اسکی اصلاح کریں پھر بھی اصلاح کے بعد بھی اگر کوئی غلطی واقع ہو جائے تو فوری طور پر رجوع کر کے اعلان کیا جائے ایسا کرنے سے ہی انکے بیانات میں بدعات اور غلطیاں نفوذ نہ کر سکینگیں۔ کاش یہ ممکن ہوسکتا!

اہل بدعت سے علما ومحدثین کا اعراض وگریز

اللہ تعالیٰ نے سورۂ ہود میں آیت نمبر ۱۱۳ میں ارشاد فرمایا ہے **ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسّکم النّار** یعنی اور جو لوگ ظالم ہیں ان سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوسکتا ہے۔ اہل بدعت گنہ گاروں اور فاسقوں سے بھی بدتر ہیں۔ اسی بنا پر اکابر علما نے اہل بدعت سے فاصلہ برقرار رکھا ہے فقیہِ بصرہ امام سلام ابن ابی مطیع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا **لاء ن اء لقی الله بصحیفة الحجّاج احبّ الیی ان ا لقاه بصحیفة عمر و بن عبید** (سیر اعلام النبلا) یعنی میں اللہ تعالیٰ سے حجاج بن یوسف کے نامۂ اعمال کے ساتھ ملاقات کروں بہتر ہے اس سے کہ میں اس سے ملاقات عمرو بن عبید کے نامۂ اعمال کے ساتھ کروں جب کہ صورتِ حال یہ تھی کہ عمر بن عبید عابد وزاہد تھا لیکن اسی کے ساتھ عقائد میں گمراہ اور بدعتی بھی تھا۔ جبکہ دوسری طرف حجاج بن یوسف ظالم وجابر اور سفاک تھا لیکن امام سلام فرماتے ہیں کہ اگر انکو اختیار دے دیا جائے کہ ان دونوں میں سے کس کے نامہ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملاقات کریں تو وہ حجاج بن یوسف کے نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملاقات کریں اس لئے کہ حجاج بن یوسف بدعت کی خطرناکی سے بخوبی واقف تھا بھلے ہی عابد وزاہد نہ ہو۔

عمران بن حطان کی گمرھی

عمران بن حطان اہل سنت کے علماء میں سے تھے۔ موصوف خوارج کی ایک عورت کی طرف مائل ہوئے اور چاہا کہ اس سے نکاح کر کے اس کو اہلِسنّت میں شامل کر لیا جائے۔ اس سے نکاح کر لیا پھر اس عورت نے ہی حضرت کو زیغ وضلال اور بدعت میں پھنسا دیا اور انکا بیڑہ غرق کر دیا۔ یوں ہی عبدالرحمٰن بن ملجم اور عمران بن حطان دونوں اپنے آپکو اہلِسنّت کی جانب منسوب کرتے تھے لیکن گمراہی کی وجہ سے عبدالرحمٰن بن ملجم اس حد تک پہنچ گیا کہ اس نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا اور عمران بن حطان یہاں تک پہنچا کہ اسنے ابن ملجم کے اس بدترین عمل پر یعنی قتلِ علیؓ پر تعریفی اشعار لکھے۔ ان اشعار کا لب لباب یہ تھا کہ اے قاتل جو اپنے قصد میں تقویٰ پر قائم ہے اور اپنے اس عمل (قتلِ علیؓ) سے عرش والے اللہ کی رضا کا چاہنے والا تھا اور بھی آگے ہے۔ کون یقین کر سکتا ہے کی یہ دونوں اپنے پہلے کے دور میں ایسی بدترین خطا کا ارتکاب کر سکتے تھے لیکن شرک بدعت کی معرفت اور دین کی صحیح تعلیم کے فقدان کی وجہ سے ان دونوں کا انجام اتنا بدترین ہو گیا کہ یہ لوگ بدترین مخلوق کہلائے گئے۔ ائمہ حدیث میں امام عبدالرزاق بن ہمام بھی جعفر بن سلیمان الضبعی کے زہد وتقوی سے فریب کا شکار ہو گئے اور ان کی طرف مائل ہو کر شیعیت کا شکار ہوئے۔ اگر چہ انکا دفاع کیا گیا ہے لیکن یہ طے ہے کہ تھوڑی بہت منہجی غلطی ہوئی تھی تفصیل کا موقع نہیں۔ اور ابوذر ہروی جو الصحیح (بخاری) کی متعدد روایات کے راوی ہیں اور فن حدیث میں نامور شخصیت ہیں۔ محدّث موصوف ابوذر امام دارقطنی کے ایک کلمے کی وجہ سے دھوکہ کھا گئے جو انہوں نے الباقلانی کی تعریف میں کہہ دیا تھا۔ پس اس ایک کلمہ نے انکو اس حد تک گمراہ کر دیا کہ وہ باقلانی کی مدح وتعریف کرتے کرتے اشاعرہ کے جھانسے میں آگئے اور بلادِ مغرب میں اشعریت کی دعوت دینے والے ایک مستقل داعی بن گئے۔ آپکی وجہ سے اہل مغرب (مراکش وغیرہ) میں اشعری مذہب خوب برگ وبار

لایا۔اس طرح موصوف منہجِ حق سے برگشتہ ہوئے ہم اللہ تعالیٰ سے ان کی عافیت کے خواستگار ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ جیسے یگانۂ روزگار محدّث جلیل بھی بعض گمراہوں کی وجہ سے دھوکہ کھا گئے ۔دراصل ابن فورک کی وجہ سے وہ راہِ حق سے برگشتہ ہوئے اوراشعریت میں مبتلا ہوئے اوراس دور میں بھی ایسے بہت سے لوگ ہیں جو پہلے تو منہج سلف پر تھے لیکن اہل بدعت کے میل ملاپ کی وجہ سے دھوکہ کھا گئے ۔عصر حاضر میں اہل بدعت نے جدید مادّی وسائل تبلیغ کا استعمال کر کے ایسے ایسے اسالیب اور طور طریقے ایجاد کر لئے ہیں جو شاید ماضی میں شیاطین کو بھی معلوم نہ ہوں گے۔علامہ ربیع بن ہادی فرماتے ہیں کہ ان اسالیب میں سے ایک یہ بھی کہ اہل بدعت کہتے ہیں آپ سب کی کتابیں پڑھیں (چاہے اہل بدعت ہی کیوں نہ ہو) پھراس میں سے جو حق ہو وہ لے لیں اور باطل کو چھوڑ دیں۔جبکہ حال یہ ہے کہ بہت سے نوجوان جو حق و باطل اور خیر وشر میں امتیاز نہیں کر سکتے لہٰذا وہ باطل کو حق اور شر کو خیر سمجھ کر اختیار کر لیتے ہیں اور شیطان تو ان کی مدد کرنے کے لئے قسم کھائے بیٹھا ہی ہے کہ وہ آگے سے پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے آکر ہر لحہ انکو بہکا تا رہیگا اور وہ تو اس سلسلے میں گھات لگائے بیٹھا ہی ہے۔اس سے کون بچ سکتا ہے !

اسی لئے راقم الحروف یہ عرض کرتا ہے کہ اہل بدعت سے دور رہو۔اگر قریب ہونا ہے تو صرف انکی ہدایت کے لئے۔اسی لئے خیر القرون یعنی صحابہ، تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنھم کے مقدّس دور میں اہل بدعت سے فاصلے برقرار رکھے جاتے تھے ان سے میل جول اور ان کے ساتھ مل کر کام کرنے کے بجائے ان سے دوری برقرار رکھی جاتی تھی بلکہ مناظرے بھی کئے جاتے تھے اور خلفا و سلاطین نے تو خوارج کا قتل عام تک کیا اور اہل بدعت کو قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار ہونا پڑا۔جبکہ ہمارا حال اس کے برعکس ہے کہ سلفی ہو کر بھی اہل بدعت سے جڑ کر کام کر رہے ہیں۔

فرقتہ شیعہ اُولیٰ اور شیعہ مخلصین

عبداللہ بن سبا کی فتنہ سامانیوں کی وجہ سے صحابہ و تابعینؒ کی اولاد اور ان کے متعلقین میں بہت سے لوگ منہجی طور پر گمرہی کا شکار ہوگئے تھے۔تاریخ میں اس طبقے کو شیعہ اولیٰ یا شیعہ مخلصین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔مورخین نے ان کا شمار اہل سنّت و جماعت میں کیا۔یہ لوگ حضرت علیؓ اور صحابہ کرامؓ اور ازواجِ مطہراتؓ کے حقوق سے واقف تھے ان کے بغض و عناد سے پاک تھے۔یہ طبقہ حضرت علیؓ کو اوروں پر ترجیح دیتا تھا لیکن دیگر خلفاء کی شان میں توہین نہیں کیا کرتا تھا۔حضرت علیؓ نے خطبوں میں اس طبقے کی تعریف کی۔لیکن یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ لاپرواہیوں کے نتیجے میں ان کے منہج میں اس حد تک خلفشار پیدا ہوگیا تھا کہ انکو شیعہ مخلصین کا لقب دیا گیا۔اسکے بعد شیعہ تفضیلیہ پیدا ہوئے جو حضرت علیؓ عنہ کو دوسرے صحابہ پر ترجیح دیا کرتے تھے۔یاد رہے یہ دونوں طبقے صحابہ و تابعین اور عام مسلمانوں کی اولاد تھے جو اتنے قریب کے دور میں بدعت کا شکار ہوئے پھر ہم کس شمار میں ہیں۔(تحفۂ اثنا عشریہ ص ۶)

فتنئہ عبداللہ بن سبا اور عام مسلمان

یہ مردود ایک فتنہ پرور تاریخی شخصیت ہے جس نے تاریخ کے سب سے عظیم فتنے شیعیت کو وجود بخشا۔تاریخ بن خلدون اور تحفہ اثنا عشریہ اور دیگر کتب تواریخ کی ملی جلی معلومات کا خلاصہ نقل کرنے سے قبل ہم بتانا چاہتے ہیں کہ کس طرح عبداللہ بن سبا نے نہ صرف عامتہ المسلمین کو بلکہ خاص کر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور تابعین کرام رحمۃ اللہ علیھم کی اولادوں کو اپنے یہودی فتنے کا شکار بنالیا۔یہ نتیجہ ہے مسلکِ صحیح اور منہجِ صحیح سے بے خبری اور دین میں اہل بدعت سے ہوشیار رہنے میں تساہلی برتنے کا۔عبداللہ بن سبا جو شیعیت کا بانی اور موسّس ہے، جانتا تھا کہ مسلمانوں میں ایام جاہلیت کی قدیم خاندانی رنجشیں ہیں۔اگر چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اخلاقی قوت سے حتی المقدر خاتمہ کر دیا تھا لیکن بہر حال عبداللہ بن سبا نے اسی جاہلی قبائل عصبیت کو از سر نو ابھارنے کی ہر ممکن کوشش کی۔اس نے حضرت عثمان رضی اللہ علیہ پر جھوٹے الزامات تراش کر عوام الناس کو حکومت کے خلاف بھڑکایا۔نیز مختلف اسلامی صوبوں میں مسلمانوں کو بھڑکا کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ کی حکومت کو دیمک کی طرح چاٹتا رہا اور ایّام حج کا فائدہ اٹھا کر مختلف صوبوں کے گمراہ مسلمانوں کو جمع کر کے قتل حضرت عثمانؓ جیسے جرم کا ارتکاب کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتوحات کا سلسلہ کافی بڑھ گیا تھا۔بہت سے نئے لوگ مسلمان ہوئے تھے جنکو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی صحبت کا زیادہ موقع

نصیب نہ ہوا۔عبداللہ بن سبا نے اسی خام مواد میں اپنی عیاری اور مکاری کے جال بننے شروع کئے اور اس نے یہ کہنا شروع کیا کہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ زمین پر آمد کے تو قائل ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رجعت (لوٹنے) کے قائل نہ معلوم کیوں نہیں ہیں؟ پھر اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زیادہ تعریف شروع کی بلکہ غلو سے کام لینا شروع کیا۔اس نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی تھے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے وصی حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے بعد خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہونا چاہئے تھا۔اگر تمام تفصیلات ذکر کی جائیں تو ہم اصل مضمون سے دور چلے جائیں گےاس لئے اختصار سے کام لیتے ہوئے بس کرتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ اس نے مسلمانوں کو بدعقیدہ کیا۔ان میں بدعات کو رواج دیا،انکو گروہوں میں تقسیم کیا اور دنیا کے سب سے بدترین مذہب شیعیت کی داغ بیل ڈالی۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرایا۔غلط طریقے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنوایا۔پھر انکو بھی قتل کروایا حتی کہ حضرات حسنین رضی اللہ عنھما کو قتل کروایا اور مسلمانوں کے شیرازہ اتحاد کو پارہ پارہ کیا۔آج بھی اسلام میں جدیدیت کے نام پر نئے نئے خوارج' جدید معتزلی اور بدترین بدعتی پیدا ہورہے ہیں جو دین میں تقسیم در تقسیم کا کام کر رہے ہیں ان سے بچنے کی سخت ضرورت ہے بلکہ یہ تو عبداللہ بن سبا سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہوں گے اس لئے کہ انکے پاس تبلیغ بدعقیدگی کے لئے عصر جدید کے ذرائع و وسائل موجود ہیں۔اور مسلمانوں میں بھی دینی شعور کا فقدان ہے۔ٹرک بھڑک دیکھ کر فوراً کسی بھی ادارے یا کسی بھی تنظیم یا جماعت کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں جبکہ ان کے اندر دین فہمی کی کوئی صلاحیت نہیں پائی جاتی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ نئے نئے فتنوں کا بہ آسانی شکار بن جاتے ہیں اور اپنے دین اور آخرت کا ستیاناش کر دیتے ہیں۔

جدید فتنے عبداللہ بن سبا سے بھی زیادہ سنگین

عبداللہ بن سبا نے قرآن وسُنّت کے دلائل کے ساتھ کھلواڑ نہ کیا تھا۔قرآن وسُنّت کے معانی' تشریحات میں ضلالت وگمراہی اختیار نہ کی تھی اس نے تو بس چند مسائل ایجاد کئے تھے جس سے وہ اپنا انتقام لینا چاہتا تھا لیکن یہ اندر کے عبداللہ بن سبا تو پورے دین کا نقشہ ہی بگاڑ دینا چاہتے ہیں۔فقہاومحدثین نے جن باتوں کو سوچا تک نہ ہوگا' یہ لوگ ان باتوں کو بیان کرکے لوگوں کو دین صحیح سے برگشتہ و منحرف کرنے کے درپے ہیں۔جماعت اسلامی باوجود اپنے پرکشش نعروں کے معاشرے میں کامیاب ہوتے نظر نہیں آتی لہٰذا یہ دیکھا گیا ہے کہ نت نئے نئے لبادے اوڑھ کر نئے نئے پروگرام لے کر نئی نئی چالوں اور ترکیبوں کے ساتھ یہ سماج میں نفوذ کرنا چاہتی ہے لہٰذا لوگوں اور خاص طور پر طلبہ کو اپنی طرف راغب کرنے کے لئے دنیا بھر کے مقابلے' ٹورز' کویز کنٹیسٹ سیر سپاٹے۔اسٹڈی سرکلز۔سیمینار' سمپوزیم' درس قرآن اور نہ جانے کیا کیا چالاکیاں کرتی رہتی ہے۔جب کہ یہ تبلیغ دین کے منہج کے خلاف ہے۔انبیائے کرام نے یہ منہج اختیار نہ کیا وہ تو بس سیدھے سادے انداز میں محض کلام اللہ کو پیش کرتے اور کھلے طور پر اپنا پیغام پیش کرتے۔اور چونکہ انکے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مرضی شامل تھی لہٰذا برکت ہوا کرتی تھی۔لیکن یہ لوگ کمزور بنیادوں پر تبلیغ کرتے ہیں جس کے خاطر خواہ نتائج سامنے نہیں آپاتے ظاہر سی بات ہے جو لوگ مختلف طور طریقے استعمال کرکے لوگوں کو متاثر کرتے ہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انکو قرآن وسنّت کی اثراندازی اور خیر و برکت پر یقین نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا **بلّغ ما انزل' الیك من الربك** یعنی اے نبی آپ کے رب نے آپ پر جو نازل کیا ہے اس کو لوگوں تک پہنچادیں۔جماعت اسلامی کے لوگ جہاں موقع پاتے ہیں اپنے لئے جگہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔آئی آر ایف میں بھی جماعت اسلامی کے نعرہ ہائے حکومت الٰہیہ' اقامت دین' نظام حق ونظام طاغوت سنائی دیتے ہیں۔شہر کلیان میں بھی کچھ نوعمر،نوخیز اور نو آموز لڑکے دینی قیادت وسیادت کے تصوّر کے زیر اثر آلودہ اور مسموم اور گمراہ کن تصورات بالخصوص اہل حدیث نوجوانوں میں پھیلانا چاہتے ہیں تاکہ بے خبری میں کچھ اہلحدیث نوجوان دین حق سے برگشتہ ہوکر اسی آلودہ اور مسموم تعلیم سے متاثر ہوجائیں۔ایسا کرکے وہ سلفی تحریک کو ناکام کرنا چاہتے ہیں۔شروع شروع میں تو صرف یہی کہا گیا کہ وہ تمام عقائد و اعمال میں اہلحدیث جیسے ہی ہیں لیکن اپنا نام اہلحدیث نہیں رکھنا چاہتے بلکہ اللہ نے انکا نام مسلم رکھا ہے اور یہی نام کافی ہے۔پھر یکے بعد دیگرے نئے نئے گمراہ کن نظریات' نئے نئے اصول وضع کرنا شروع کئے جبکہ وضع کرنے والے نو آموز بچے اردو اور عربی سے بھی نابلد ہیں۔دین کی تشریحات میں انکی ہمتیں اتنی بلند ہیں کہ خود ساختہ طور پر بغیر علم کے نئے نئے اصول وضع کرتے ہیں جیسے کہ رفع یدین کرنا فرض تو نہیں اس کے بغیر بھی نماز ہوجائے گی' رفع یدین ضروری ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے'' کہ رفع یدین نہ کیا تو نماز نہ ہوگی جیسے کہ سورۂ فاتحہ کے بارے میں فرمایا۔یہ بھی کہا کہ رفع یدین کے مقابلے میں مسواک پر زور کیوں نہیں دیا جاتا۔اور یہ کہنا کہ خود کو اہلحدیث نہ کہنا سُنّت ہے۔ذاکر نائک کی تقلید کرتے ہوئے یہ کہنا کہ اللہ کو برہما کہہ سکتے ہیں۔اسی گمراہ نوجوان نے مجھ سے کہا کہ اہلحدیث کہنے پر قرآن کی کوئی دلیل پیش کرو تو میں نے کہا حیرت ہے اہلحدیث کہنے پر قرآن اور سنّت کی دلیل آپ ہم سے مانگتے ہیں

چلئے اللہ کو برہما کہنے پر کوئی شرعی دلیل پیش کیجئے۔اس طرح یہ لوگ سماج کے نوجوان اہلحدیثوں کو راہِ حق سے منحرف کرنا چاہتے ہیں۔ضروری ہے کہ ان سے رشتہ توڑا جائے۔یہ اہل بدعت ہیں۔یہ تو خود کو اہلحدیث نہیں بولنا چاہتے' یہ لوگ مولانا مودودی کے ترجمہ قران اور تبلیغی جماعت سے متاثر شخص کے کتابچے لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں۔انکو اس سے کوئی سروکار نہیں کہ لوگوں کے عقیدوں کو ٹھیک کیا جائے اپنے مسلمان بھائیوں کو چھوڑ کر غیر مسلموں میں اسلام پیش کرنے کو زیادہ بڑا کام سمجھتے ہیں۔جبکہ مسلمانوں میں کافروں سے بڑے بڑے گمراہ کن عقیدے اور بدعات وخرافات موجود ہیں۔پھر کیسے یہ لوگ اپنے گھر کو چھوڑ کر دوسروں کی فکر میں لگے ہیں۔اور اگر کام کرنا بھی ہے تو دونوں میں کام کیجئے اور صحیح کیجئے' صحیح لٹریچر اور صحیح عقیدے کی تعلیم دیجئے۔تب تو اصلاح ہوگی ورنہ جس بدعت زدہ دین کی تبلیغ کی جائے گی تو اس سے فائدے کے بجائے نقصان ہوگا۔یعنی آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا والی بات ہوگی۔

فتنئہ مختار بن عبید ثقفی

فتنہ مختار یہ وفرقہ کیسانیہ کا قصہ یہ ہے کہ جب حضرت حسینؓ کو شام وعراق والوں نے قتل کیا تو کیسان نے دعویٰ کیا کہ حضرت علیؓ کے بعد حضرت محمد بن حنفیہؒ امام ہیں حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ نہ تھے۔اس لئے کہ ان دونوں نے حضرت امیر معاویہؓ اور شامیوں کے ساتھ چکنی چپڑی باتیں کیں لہذا کیسان نے دعوت پیش کی اور مختار بن عبید ثقفی اس کے متبعین میں سے ہوا۔جب مختار کو کوفہ کی حکومت ہاتھ آئی تو اس نے لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف بلایا اور شیعوں کو اپنے ساتھ ملانے کے ارادے سے حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ کی امامت کا قائل ہوا اور اس طرح ان دونوں کے بعد حضرت محمد بن حنفیہؒ کو اپنا امام بنایا اس طرح کوفے کے تمام شیعوں نے مختار کی متابعت کی۔پھر مختار نے یہ حیلہ اختیار کیا کہ اسکو محمد بن حنفیہؒ نے خون حسینؓ کا انتقام لینے کے لئے خلیفہ بنایا ہے اور حکم دیا ہے کہ سب اسکی پیروی کریں جب لوگوں نے یہ سنا اور جعلی دستاویزات دیکھیں تو سب نے اس کی پیروی کی۔لہٰذا اس نے کوفے کے قاتلانِ حسینؓ کو تلاش کر کر کے قتل کروایا۔کوفے کا امیر بھاگ گیا اور یہ کوفے کا امیر بنا۔پھر اس نے اپنے امیروں کو روانہ کر کے آس پاس کے علاقوں میں خون حسینؓ کے انتقام میں خوب کشت وخون کا بازار گرم کیا۔جب عبدالملک بن مروان کو یہ خبر ملی تو اس نے عبیداللہ بن زیاد کو ایک لاکھ سوار دے کر روانہ کیا لیکن یہ لشکر جرّار بھی لشکرِ مختار کا کچھ نہ بگاڑ سکا اور مختار غالب آیا۔اس فتح سے مختار کی قدر وقیمت شیعانِ علیؓ میں خوب بڑھ گئی لوگ مختار کے ارد گرد جمع ہونے لگے اور اسکے مذہب میں داخل ہونے لگے۔دس سال اس کی حکومت رہی۔لیکن اس دوران مختار نے دین میں متعدد بدعات وخرافات پیدا کیں۔سب سے بڑی بدعت یہ پیدا کی کہ اس نے حضرت علیؓ کی کرسی بت پرستوں کی طرح نکالی اور اسکا نام تابوت سکینہ رکھا۔جبکہ یہ کرسی حضرت علیؓ کی نہیں تھی بلکہ اسکو طفیل بن جعدہ کسی روغن فروش کی دکان سے اٹھالایا تھا۔پھر تو اس نے اونچے اونچے دعوے کئے جیسے کہ حضرت جبریل علیہ السلام کا اس کے پاس آنا جانا' علم غیب کا ہونا۔ان عقائد کو سن کر شیعہ اس کے مخالف ہوگئے اور ان لوگوں میں باہم دگر تنازعات واختلافات ہونے لگے۔آخر کار یہ تمام حالات لوگوں نے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کئے۔انہوں نے اپنے بھائی مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کو جو کہ حضرت علیؓ کے داماد بھی تھے مختار کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔انہوں نے ۱۴ رمضان المبارک ۶۷ھ کو کوفہ میں مختار کو قتل کیا۔(تاریخ المذاہب الاسلامیہ،تحفہ اثناعشریہ)

لوگوں کو مختار ثقفی کے فتنہ سے درس لینا چاہئے

مورّخ اکبر شاہ نجیب آبادی کے مطابق فتنہ عبداللہ بن سبا اور فتنہ مختار ثقفی کے متعدد اسباب تھے

تفصیل کا یہ موقع نہیں اجمال اسکا یہ ہے کہ کوفہ میں طرح طرح کے لوگ اسلام میں داخل ہوئے اور یہ مسلمان یقیناً اسلامی بنیادوں پر تربیت نہ دئے جا سکے اور انکے درمیان منافقین بھی شامل تھے۔شہادتِ عثمانؓ کا پس منظر بھی سامنے رکھنا چاہئے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے باہمی مشاجرات (جھگڑے) جنگِ جمل و صفین' خوارج کے ھنگامے حضرت علیؓ کی شہادت پھر حادثہ کربلا جیسے حوادث غریبہ معرض ظہور میں آئے اور یہ سب مردود عبداللہ بن سبا یہودی کے پیدا کردہ فتنہ کے نتیجے کے طور پر تھے۔

فتنہ مختار سے گمراہ ہونے کے اسباب۔ غور کا مقام ہے کہ اس دور میں جسکو خیر القرون یعنی سب زمانوں سے بہتر زمانہ کہا گیا ہے۔ایسے گمراہ اور بدترین اور جاہل وبدعتی

لوگ پیدا ہوسکتے ہیں وہ بدعتی جو صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین کرام رضوان اللہ علیھم کے ہمزمانہ تھے۔لیکن مختلف تاریخی اسباب کی بنا پر نیز کوفہ کے سیاسی حالات کی ابتری اور علوم دینی کے حصول سے محروم ہونے کی بنا پر اس دور کے مسلمانوں کو ایسے بدترین حالات سے گذرنا پڑا تو پھر غور کرنا چاہئے کہ آج کا زمانہ کس قدر گمراہ کن ہے۔ کتنے فتنے ہیں جو وجود پذیر ہوتے رہتے ہیں۔اور ہو رہے ہیں بلکہ یہ مسلمان تو جدید علوم وفنون سے بھی آراستہ و پیراستہ ہیں اور یہ لوگ بڑے بڑے ائمہ بدعت کے ایجاد کردہ گروہوں سے متعلق ہیں۔ پھر نئے زمانے کی تڑک بھڑک اور جدید مادی وسائل حیات اس پر مستزاد ہیں۔اور ان نئے لوگوں کو اپنی جدیدیت اور تعلیم یافتہ ہونے کا غرّہ بھی ہے۔اس پر نئے پرانے مسالک جیسے حنفیت، شافعیت، مالکیت، حنبلیت، ماتریدیت، اشعریت، چشتیت، قادریت، سہروردیت، نقشبندیت، شیعیت، معتزلیت، خارجیت، اِرجائیت، جدید معتزلیّت، بریلویت، دیوبندیت اور تحریکیت وحزبیت۔اور بھی بیماریاں ہیں جنکو ہم بخوفِ طوالت قلم انداز کرتے ہیں۔

ایسے پرآشوب حالات میں ایک مسلک صحیح کے علمبردار یعنی اہلحدیث یا سلفی پر کتنی بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ہر قیمت پر مسلکِ قران وسُنّت یعنی مسلک سلف سے وابستہ رہے اور کسی بھی قیمت پر اہل بدعت سے حکمت و مصلحت کے پیش نظر ہاتھ نہ ملائے۔صلح کل کی پالیسی سے دستکش رہے۔نہ اہل بدعت کو اپنے پلیٹ فارم پر پھٹکنے دیں اور نہ اہل بدعت کے اسٹیج کو آلئہ کار بنائیں اس لئے کہ ایسا کرنے سے اہل بدعت کی ہمّت افزائی ہوگی اور دین میں بدعت وضلالت کو راہ ملیگی۔نظریات اور فکر میں آوارگی پیدا ہوگی اور عقیدے ومنہج میں بگاڑ وفساد پیدا ہوگا۔اس لئے کہ جب خیر القرون میں صحابہ و تابعین و تبع تابعینؒ کے عہد مبارک میں دین سے دوری کی بنا پر فساد پیدا ہوسکتا ہے تو اس پر فتن دور جدید میں تو بہ درجہ اولی فساد اور زیغ وضلال پیدا ہوگا۔لہٰذا ھمیں اس سے پرہیز کرنا چاہئے اور قران وسُنّت سے ہی تمسّک کرنے کو اپنے لئے عافیت سمجھنا چاہئے۔

بدعات خوارج و جدید خارجیّت

اور جدید فرقوں میں جہاں تک خوارج کی بات ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کو قتل فرمایا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے بارے میں فرمایا کہ یہ بدترین مخلوق اور آسمان کی چھت کے نیچے سب سے بدترین ہیں۔اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا منہج اہل بدعت کے بارے میں معلوم پڑتا ہے اور آج بھی جبکہ خوارج بہت کم ہیں (جب کہ انکی روش کی تقلید کرنے والے بے شمار جدید فرقے ہیں جنکو جدید خوارج کہا جاسکتا ہے) لیکن انکے پاس اتنے زیادہ جدید مادّی وسائل، میڈیا، داعیان کی سرگرمیاں ہیں جنکا اندازہ اللہ تعالیٰ ہی کرسکتا ہے۔جب خوارج کا یہ حال ہے تو ان سے محبّت والفت کون کرسکتا ہے!

حضرت علی رضی کے لشکر میں خوارج کا ظہور اس وقت ہوا جب صفین کے مقام پر حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان گھمسان کا رن پڑا اور جب حضرت معاویہؓ لڑائی سے تنگ آگئے تب گلوخلاصی کے لئے تحکیم (قران کو حکم بنانا) کو اختیار فرمایا۔قران کریم کو نیزوں پر بلند کیا گیا۔عجیب بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے حضرت علیؓ کو تحکیم کے قبول کرنے کے لئے مجبور کیا پھر ایک خاص حکم مقرّر کرنے پر تل گئے پھر جلد ہی اپنے خیالات سے منحرف ہوگئے اور تحکیم کو جرم قرار دینے لگے اور حضرت علیؓ سے یہ مطالبہ کیا کہ جس طرح ہم نے تحکیم قبول کرکے کفر کا ارتکاب کیا تھا پھر اس سے تائب ہوئے لہٰذا آپؓ بھی اپنے کفر کا اقرار کرکے تحکیم سے توبہ کیجئے۔اس پر عرب کے بدّو بھی انکی ہاں میں ہاں ملانے لگے اور **لاحکم الّا لِلہ** یعنی اللہ کے علاوہ کوئی حکم نہیں، کو اپنا شعار بنایا اور حضرت علیؓ کے خلاف لڑائی کا اعلان کیا۔

خوارج کی خصوصیات۔ خوارج اپنے افکار ونظریات کے دفاع میں اور تدیُّن وتشرّع اور تقویٰ میں تمام فرقوں میں سب سے زیادہ سخت واقع ہوئے تھے۔اور اس شدّت کی تو احادیث مقدسہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی۔انہوں نے چند نعروں اور عقیدوں کو بنیاد بنایا اور پوری سختی سے اس سے چمٹے رہے اور انکو دین کا درجہ دے رکھا تھا اور انکے خلاف دلیل پیش کرنے والے کی بڑی سختی سے مخالفت و مذمّت کرتے اور آوازے کستے ہوئے مدّمقابل کی ہر بات کو ختم کرکے رکھ دیتے۔حضرت علیؓ کو جب بات کرتے دیکھتے یہی نعرہ لگاتے۔اس شدّت نے انکے دل دماغ سے حق قبول کرنے کے تمام راستوں کو مسدود کردیا تھا۔یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو جب انکے پاس اتمام حجّت کے لئے روانہ کیا تو آپ نے ان سے یہی کہا کہ وہ انصار و مہاجرین کی طرف سے آئے ہیں تا کہ انکی بات آپ لوگوں کو اور آپ لوگوں کی بات صحابہ رضوان اللہ علیھم تک پہنچادیں پھر آپؓ نے فرمایا کہ تمہارے درمیان میں صحابہؓ میں سے کسی ایک کو بھی نہیں دیکھتا ہوں (یعنی اشارہ تھا کہ انکے عقائد خودساختہ اور بدعت ہیں)

یہ محکم دلیل سن کر بہت سے خوارج تائب ہوکر گروہِ صحابہؓ سے آملے۔اس سے یہ ثابت ہوا کہ دین اسی کا نام ہے جسکو عہد نبویؐ میں سمجھا گیا اس لئے کہ اس مقدس گروہ کے سامنے نزولِ قران ہوتا تھا۔مکہ و مدینہ میں جبریل امین کا آنا جانا تھا لہٰذا دین کو ان سے زیادہ کون سمجھ سکتا تھا۔

جدید خارجیّت۔ آج بھی خوارج کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے جدید تعلیم یافتہ طبقہ تھوڑے بہت علم کے حصول کے بعد بڑی شدّت سے قران کریم کی تفاسیر ماثورہ کا رد کرتے ہوئے اپنے خود ساختہ نظریات و باطل و بدعی و خرافی نظریات کو قرانِ عظیم سے اپنے طور پر ثابت کرتا ہے اور صحابہؓ و تابعینؒ کی تفسیری آراء کا خیال ترک کر دیتا ہے۔ اس سے رنگا رنگ جدید بدعات پیدا ہوتی ہیں۔شیطان اپنے منصوبوں میں کامیاب ہوکر مسلمانوں کو شرک و بدعت کی راہوں پر گامزن کر دیتا ہے۔آج مقلدین کی بات چھوڑے اہلحدیثوں میں بھی جماعت اسلامی اور آئی آر ایف کی ہفوات و خرافات کے زیر اثر ایک طبقہ پیدا ہونا شروع ہو چکا ہے جو دین کے منہج سے ہٹ کر نئی تشریح کرنے لگا ہے۔تبلیغ دین میں بھانت بھانت کی بدعات و خرافات سے صرف نظر کئے ہوئے ہے۔اس لئے کہ اس چینل (پیس ٹی وی) نے دینی پروگراموں کے پیش کرنے کے نئے نئے طور طریقے اختیار کئے جو کافی حد تک جدید مغربی تہذیب کے زیر اثر ہیں۔پہلے تو لفظ اہل حدیث کا انکار جماعت المسلمین کے پروفیسر مسعود نے کیا اور مسلمانوں کے لیے صرف مسلم لفظ کو اختیار کرنے پر اصرار کیا۔پھر ڈاکٹر ذاکر نائک نے اہل حدیث لفظ پر اعتراض کیا۔انکی دیکھا دیکھی بہت سے نئے نوجوانان اہلحدیث بھی کبھی یہ کہتے ہوئے سنے جاتے ہیں کہ لفظ اہلحدیث کی کیا ضرورت ہے ہمارے لئے لفظ مسلم ہی کافی ہے۔گمرہی کی شروعات یہاں سے ہوتی ہے پھر اس بنیاد پر اور بھی جدید گمراہیاں معرض ظہور میں آتی ہیں۔پھر کم علم نوجوان بڑے یقین اور اعتماد اور مغرورانہ انداز میں علماء اہلحدیث اور جماعت اہلحدیث کا انکار کر کے اپنے طور پر دین کی تشریح کرتے ہیں پھر انگریزی میں اپنی نئی تنظیم کا نام رکھتے ہیں اور غیر مسلموں میں اسلام پھیلانے پر زور دیتے ہوئے گمراہ فرقوں کے علماء کی تفاسیر اور کتابچے تقسیم کرتے ہیں۔نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اہلحدیث سے انکی پکڑ چھوٹ جاتی ہے اور یہ لوگ ایک نئی راہ پر چل پڑتے ہیں۔پھر یہ لوگ ایسے داعیوں کے خطابات کا اہتمام کرواتے ہیں جو دین میں اپنی بے راہ روی اور فکری آوارگی کے شکار ہوتے ہیں۔اگر یہی حال رہا تو ہر گلی میں ایک نئی جماعت اور نیا دینی گروہ ہوگا۔سب کے ذاتی نظریات و خیالات ہونگے اور اس صورت حال سے عہدہ برآ ہونا علماء کرام کے لئے اصلاح کے اعتبار سے جوئے شیر لانے کے مترادف ہوگا۔اس لئے ضرورت ہے کہ ہوش کی دوا کر لی جائے اور اپنے دینی منہج کی صحت کے لئے بھر پور سعی کی جائے ورنہ بہت دیر ہو چکی ہوگی۔

خلیفہ عبدالملک بن مروان کا دینی تحفّظ

جیسا کہ ابھی ذکر ہوا کہ خوارج اپنے عقیدوں میں بڑے پختہ اور ضدّی واقع ہوئے تھے تاریخی روایات میں ہے کہ خلیفہ عبدالملک بن مروان کے پاس ایک خارجی لایا گیا۔عبدالملک نے محسوس کیا کہ وہ بڑا صاحب فہم و فراست ہے چاہا کہ وہ خارجی مذہب کو ترک کر دے اس پر اس خارجی نے مزید علم و تحقیق کا ثبوت پیش کیا۔اور دلائل پیش کئے حتی کہ عبدالملک یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ گویا کہ جنّت کو صرف خوارج کے لئے ہی پیدا کیا گیا ہے اور خوارج کی حمایت میں لڑنا ہی اسلامی جہاد ہے بہر حال اس نے عبدالملک سے حجّت بازی جاری رکھی یہاں تک کہ عبدالملک نے اسکو قید خانہ میں بھیجنے کا حکم صادر کیا اور بطور معذرت کہا ''اگر مجھکو یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم اپنی چرب زبانی سے میری رعایہ میں فساد پیدا کرو گے تو میں تم کو قید نہ کرتا۔جس شخص نے مجھکو شکوک و شبہات کے ورطہ میں ڈال دیا یہاں تک کہ حفاظتِ الٰہی نے مجھکو اپنی امان میں لیا۔اس سے کچھ بعید نہیں کہ وہ دوسروں کو بھی گمراہ کر دے۔(الکامل للمبرد ج ۲ ص ۱۰۱)

درس عبرت۔ لہٰذا اہل فکر و نظر پر لازم ہے کہ وہ اپنے دینی اسٹیج میں اس قسم کے بدعت زدہ اور بدعقیدہ افراد کو کسی بھی قیمت پر شامل نہ کریں یعنی انکو خطاب کا موقع نہ دیں اور نہ خود انکے بدعت زدہ اسٹیج میں خطابت کے لئے مواقع تلاش کریں۔اس سے انکی ہمّت افزائی ہوگی۔نیز بدعات و خرافات کو عوام الناس میں برگ و بار لانے کا موقع نصیب ہوگا۔یعنی اگر اہلحدیث بدعت زدہ اسٹیج میں دستِ تعاون دراز کریں گے تو عوام الناس اس اسٹیج کو صحیح اسٹیج سمجھینگے اور دیگر نشر ہونے والے عقائد و افکار کو بھی صحیح سمجھنے لگینگے۔جو ایک بدترین شر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور صبیغ بدعتی کا قصّہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں صرف ایک ہی روایت صبیغ العراقی کے بارے میں بیان کی جاتی ہے جو بالکل عبداللہ بن سبا کی طرح مسلمانوں کی صفوں میں

شکوک وشبہات پھیلانا چاہتا تھا۔اس کے پس پردہ اس کے کیا عزائم تھے۔اس کی خبر تو روایات میں نہیں ملتی البتہ وہ مسلمان فوجیوں کی چھاونی میں قران سے متعلق کچھ پوچھ گچھ کیا کرتا تھا میں اسکو جونیر عبداللہ بن سبا کا نام دیتا ہوں لیکن عبداللہ بن سبا کے مقابلے میں صبیغ کی فکری گمرہی کچھ بھی نہیں۔لیکن خدانہ خواستہ اسکا فتنہ اگر برگ وبار لاتا تو یقیناً اس کے بدترین نتائج سامنے آتے لیکن حضرت عمر رضی نے اس فتنہ کو آغاز میں ہی دبا دیا۔دیوبندی عالم مناظر احسن گیلانی نے اپنی مشہور کتاب تدوین حدیث میں اس پر خاطر خواہ معلومات بہم پہونچائی ہیں۔انکے مطابق اس کے بارے میں روایات میں یہ بیان نہیں کیا گیا کہ وہ کس قسم کے مسائل کے بارے میں وساوس، شکوک وشبہات پیدا کرتا تھا البتہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قرانِ کریم کے متشابہات کے بارے گفتگو کیا کرتا تھا۔اس لئے کہ بیّنات یعنی محکمات کے بارے میں تو حضرت عمرؓ خوب فراخدل اور کشادہ ذھن تھے تو یقیناً یہ متشابہات کے بارے میں ہی شک پیدا کیا کرتا۔جس طرح کہ مقلدین اور جدید طرز کی جماعتوں کے افراد کی روش اور عادت ہے جو اپنے جدید مادی وسائل اور چینل کے ذریعہ قرآنی تعلیمات کے ساتھ کھلواڑ کررہے ہیں اور بڑے بڑے علماء نے بھی اس طفل مکتب کو سر پر بٹھا رکھا ہے ورنہ اس کی حیثیت ہی کیا ہے۔حیرت ہے کہ علماء اہلحدیث کس دلیل کی بنا پر جہلا کو علماء کی صف میں شامل کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہیں۔اسکو قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا جا سکتا ہے۔حدیث میں وارد ہے کہ لوگ جہلا کو اپنا پیشوا بنالینگے اور علماء کو اٹھالیا جائے گا۔دیکھنے میں یہی آتا ہے کہ بڑے بڑے علماء کو سوالات کے جوابات دینے کے سلسلے میں محروم کرکے یہ ذمہ داری خود ہی اٹھائی جاتی ہے۔اللہ امت مسلمہ کو اس فتنہ عظیمہ سے محفوظ رکھے آمین یارب العامین۔بہرحال یہ تو ایک ذیلی ضمنی بات درمیان میں آگئی تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ اسلامی چھاونیوں میں اپنے وساوس واوہام کا پرچار کرتے ہوئے صبیغ العراقی جب مصر پہنچا تو اس وقت یہاں کے والی حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ تھے۔جب انکو صبیغ کے بارے میں آگاہی ہوئی تو فوراً اسکو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مدینہ منوّرہ پہنچا دیا اور قاصد کے ذریعہ اپنا تحریر کردہ ایک مراسلہ بھی روانہ کردیا جس میں صبیغ کی فتنہ سامانیوں کا ذکر تھا۔خط پڑھتے ہی حضرت عمرؓ نے قاصد سے کہا وہ شخص کہاں ہے؟ دیکھ کہیں بھاگ تو نہیں گیا ہے۔اگر کہیں بھاگ گیا تو تیری خبر لونگا۔بےچارہ بھاگتے ہوئے پہنچا اور اس کو اپنے ساتھ لے کر دربارِ خلافت میں پیش ہوا۔اس اثناء حضرت عمرؓ کھجور کی تازہ چھڑیوں کا ایک گٹھا منگوا چکے تھے۔صبیغ حضرت عمرؓ کے سامنے حاضر ہوا۔پوچھا تو کون ہے؟اس نے جواب دیا کہ میں اللہ کا بندہ صبیغ ہوں یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا اور میں بھی اللہ کا بندہ عمرؓ ہوں یہ کہ کر آپنے اسکو بے تحاشا مارنا شروع کردیا اور اتنا مارا کہ حتی ادمی راسہ یعنی صبیغ کا سر لہولہان ہوگیا۔بعض راوی کہتے ہیں کہ پہلی پٹائی میں ہی صبیغ کا دماغ صحیح ہوگیا تھا کہ پٹائی کے دوران ہی چلانا شروع کردیا کہ امیر المومنین!بس کریں اپنے سر میں جو کچھ پاتا تھا وہ باہر نکل گیا۔بعض راویوں کا بیان ہے کہ تین مرتبہ وقفہ دے دے کر پیٹا گیا۔تیسری بار اس نے کہا کہ حضرت اگر آپ مجھکو قتل کرنا چاہتے ہیں تو صحیح طریقے سے ایک ہی بار میں میرا کام تمام کردیں اور اگر میری ہدایت مقصود ہے تو بہر حال میرے دماغ سے یہ خنّاس یا عقیدۂ بد باہر نکل چکا ہے اور اب اس طرف کبھی نہ پلٹونگا۔اس کے بعد بھی حضرت عمرؓ نے اسکو عراق کی طرف ملک بدر کردیا اور اس کے بائکاٹ کا حکم دے دیا۔یہ تھی عقوبت وسزا لوگوں کے درمیان شکوک وشبہات پھیلانے کی۔حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے تو یہاں تک فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے جب اس کے سماجی بائکاٹ کا حکم جاری کیا تو ہم لوگ صبیغ سے اس طرح بھاگتے جیسے کہ خارش زدہ اونٹ سے بھاگا جاتا ہے۔روایات میں یہ بھی ہے کہ لوگ اس کو آتا دیکھ راستہ بدل دیا کرتے تھے۔بہرحال جب حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے محسوس کیا کہ صبیغ کی عقل ٹھکانے پر آگئی ہے تو حضرت عمرؓ سے سفارش کرکے بائکاٹ کی قید اٹھالی گئی۔

علماء اهلحدیث قصة صبیغ سے درسِ عبرت حاصل کریں

ایک طرف تو صبیغ کی خفیف اور مبہم سی حرکت یعنی یہ کہ مسلم چھاؤنیوں میں محض قران کریم کے بارے میں انکار نہیں بلکہ مبہم سے سوالات کا پوچھنا وہ بھی ایسے جو بہت سنگین تو نہ تھے البتہ سلفیت کی زبان میں غیر منہجی تھے، اس پر مصر کے صحابہ کرامؓ کا اس فتنہ کو محسوس کرنا پھر دربار حلافت میں روانہ کرنا۔وہاں پہنچ کر حضرت عمرؓ کا بڑی بےچینی وبےصبری سے اسکو حاضر کئے جانے کا حکم کرنا پھر اسکو شدید طور پر اتنا مارنا کہ وہ لہولہان ہوجائے۔پھر اسکو روانہ کرکے اسکے سوشل بائکاٹ کا حکم جاری کرنا، پھر لوگوں کا اس بائکاٹ کا اس حد تک لحاظ کرنا کہ خارش زدہ اونٹ کی مانند اس سے بھاگنا، پھر اسکو دیکھتے ہی راستہ بدل دینا پھر بڑی مشکل سے صحابئ رسول حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی گزارش پر اس قید کا اٹھایا جانا، کیا ان تمام دفاعی قدروں اور پیش بندیوں کا یہ مطلب نہیں کہ اہل بدعت اور دین کے سلسلے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے والے افراد سے نہ صرف یہ کہ دور رہا جائے بلکہ ان فتنوں کو اوّلین فرصت میں محسوس کرکے دفاعی تدابیر اختیار کی جائیں اور فتنہ کا سدّ باب کیا جائے۔اب مجھے کہنے دیجئے بلکہ کہنے سے پہلے فضیلۃ الشیخ ربیع بن ہادی المدخلی حفظہ اللہ کا اسی

واقعہ کے سلسلے میں یہ بیان ملاحظہ فرمائیں۔شیخ فرماتے ہیں کہ یہ تھی عقوبت اور سزا محض لوگوں کے درمیان شبہات پھیلانے کی‘ اگر اسے (حرکتِ صبیغ کو) ان بدعات پر قیاس کریں جو آج کل عام ہیں تو موجودہ زمانے میں جو کم ترین بدعت والا ہوگا تو وہ بھی صبیغ کی گمراہی کے مقابلے میں کوسوں دور کی بدعت میں مبتلا ہوگا یعنی صبیغ کی گمراہی ان متاخرین (یعنی آج کے بدعتیوں) کی گمراہی کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ یہ (نئے بدعتی) ان سے کئی گنا شدید تر خطرے میں بڑھ کر ہیں اس لئے کہ نئے زمانے کے اہل بدت کے باقاعدہ داعیان موجود ہیں اور صد افسوس کہ ہر اسٹیج پر ان نئے‘ بدعتیوں کی سرگرمیاں جاری وساری ہیں (شیخ ربیع بن ہادی) کون نہیں جانتا کہ آئی آر ایف کے اسٹیج سے کتنے بدعتی دیوبندی‘ جماعت اسلامی اور پاکستان کے ڈاکٹر صوفی اسرار احمد اور مغربی مما لک کے علماء جنکے منہج کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے‘ شب وروز اپنے بدعت زدہ افکار ونظریات کی اشاعت کرتے رہتے ہیں اور ان سے دور رہنے کے بجائے علماء اہلحدیث بھی اسی اسٹیج میں شامل ہوکر تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔حضرت عمرؓ کے منہج اور منہج صحابہؓ کے مدّ مقابل عصرِ حاضر کے اہلحدیث کا منہج کتنا ڈھیلا پڑ گیا ہے! صبیغ کے واقعہ کے تناظر میں اس حال زار پر تدبّر وتعقل کیا جائے۔ان شاءاللہ شفا حاصل ہوگی۔

آئی آر ایف کی عمومی غلطیاں

۱) ڈاکٹر ذاکر نائک کے بڑے بڑے قدآدم بت نما فوٹوز جابجا کھڑے کرنا (پروگراموں کے اردگرد)۔

۲) مسلمانوں کے مال کو سجاوٹ میں بے ذریغ خرچ کرنا۔

۳) سجاوٹ میں مغربی اور دوسرے مذاہب کی نقل۔

۴) موسیقی اور اداکاری کا استعمال۔

۵) علماء کرام تک پروگراموں کے ایڈس میں فلمی اداکاروں کی طرح ایکٹنگ کرتے ہیں۔

۶) بچّوں کے ڈانس موسیقی کے ساتھ۔ساتھ ہی ناٹک اور ڈرامے۔

۷) امن عالم کے پروگرام کے اشتہار کو ڈھول کی آوازوں کے ساتھ پیش کرنا ساتھ ہی پٹاخے چھوڑنا۔

۸) اسٹیج پر آگ کے فوارے چھوڑنا۔آگ بھی لگ گئی تھی۔

۹) ذاکر نائک کے فرزند کا یہ کہنا کہ بغیر مذھب کے سائنس لنگڑی ہے اور بغیر سائنس کے مذھب اندھا۔

۱۰) بیٹر ہاف یا بٹر ہاف پروگرام میں عورتوں اور لڑکیوں کا ذاکر نائک کے سامنے بے پردہ بیٹھ کر مذاکرہ کرنا۔

۱۱) بیرون ملک کے دوگانے اور ڈانس کرنے والے اداکاروں کا پروگرام Enjoy Islam with us۔کیا اسلام enjoy کرنے کی چیز ہے۔یقیناً enjoy کا مفہوم وسیع ہے لیکن اس پروگرام میں گا کر اور ڈانس کرکے enjoy کے مفہوم کو واضح کیا گیا ہے۔

۱۲) بیٹر ہاف اور بٹر ہاف میں سب سے نیچے کی سیٹ میں چند نوجوان بھی بیٹھتے ہیں جبکہ عورتیں اور لڑکیاں بے شمار اور بار بار صرف لڑکیوں پر کیمرہ لایا جاتا ہے۔

۱۳) داڑھی کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ فرض نہیں سُنّت ہے۔جبکہ داڑھی کٹانا حرام ہے۔

۱۴) عورتوں کے پردے کے بارے میں یہ کہنا کہ چہرہ اور ہاتھ کھول سکتے ہیں۔پھر اس پر تو ہر پروگرام میں عمل درآمد ہوتا ہے۔یہ تو چند باتیں تھیں عقائد کی اور تبلیغی غلطیاں بے شمار ہیں جس کے لئے مستقل ایک کتاب درکار ہے۔

۱۵) آئی آر ایف کے تمام ایڈس (اشتہارات) میں ان مردوں کو استعمال کیا جاتا ہے جنکے داڑھی نہیں ہوتی۔کیا ڈاکٹر صاحب ایسے ہی بے دین قسم کے نوجوانوں کا سماج پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

۱۶) بنگلہ ٹی وی کے ایڈ میں ایک ضعیف کو چھوڑ کر تمام نوجوان اور مرد مغربی طرز کے کلچر سے متعلق دکھائے گئے ہیں۔

۱۷) آئی آر ایف کے برطانیہ کے بینک کے ایڈ میں بھی سوٹ بوٹ، ٹائی اور داڑھی منڈے دکھائے گئے ہیں۔

۱۸) ڈاکٹر ذاکر ہوں یا چھوٹے بڑے علما سب کے سب فلمی انداز میں اداکاری کر کے کاروباری ٹی وی کے طرز پر اشتہارات پیش کرتے ہیں۔

۱۹) دینی و اسلامی چینل میں اداکاری نام کی کوئی چیز بالکل نہ ہونی چاہئے اس لئے کہ اداکاری (Acting) ریاکاری (دکھاوا) ہے جو حرام اور شرک ہے۔ از خود انسانی گفتگو میں جو انداز پیدا ہو وہ تو جائز ہے جبکہ اس میں بھی تکلّفات نہ ہونا چاہئے بلکہ عاجزی وانکساری اور سادگی ہونا چاہئے۔

۲۰) ڈاکٹر ذاکر آنے والے پروگراموں کے ایڈس میں فلمی انداز میں ایکٹنگ کے میدان میں اتنا دور نکل گئے ہیں کہ اب انکا لوٹنا بظاہر مشکل نظر آتا ہے۔

۲۱) پیس ٹی وی میں اپنی شخصیت کو ہی ہائی لائٹ کرتے رہتے ہیں۔

۲۲) بڑی تیزی سے نئے نئے پروگرام جاری کرتے ہیں جس میں صرف اور صرف ڈاکٹر ذاکر ہی سوالوں کے جوابات دیتے ہیں یا پروگرام ڈیل کرتے ہیں۔ کیا اتنے بڑے ملک میں دوسرے علما و مفکرین کا فقدان ہے؟

۲۳) کسی بھی میدان سے متعلق بغیر علم و شعور کے سوال و جواب کے پروگراموں میں اپنی فکر کے مطابق جوابات دیتے ہیں۔ آخر ذاکر صاحب نے کس مدرسے سے تعلیم حاصل کی ہے کہ مفتی بن بیٹھے۔

۲۴) موصوف نے انڈین ایکسپریس کے نامہ نگار سے دوران گفتگو فرمایا کہ میں کسی فرقے کی نام بنام مذمّت نہیں کرتا اور یہ میرا اسٹائل ہے۔ ذاکر نائک جواب دیں کہ اس سلسلے میں قران وسنّت کا کیا اسٹائل ہے؟ اگر فرقوں کی برائی بیان کرینگے تو ذاکر نائک کو کون سنیگا؟

۲۵) ڈاکٹر صاحب کو دنیا بھر کے کافر و غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کرنے کی فکر تو ہے لیکن خود مسلمانوں کی شرک پسندی؛ توحید بیزاری کی کوئی فکر نہیں۔ اس پر موصوف خاموش ہیں جبکہ تمام انبیا اکرام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے شرک کی بنیادوں پر چوٹ کی اور توحید کو نکھارا اس لئے کہ یہی دین کی بنیاد ہے۔

۲۶) اگر موصوف کو مسلمانوں کی فکر ہوتی تو وہ مسلمانوں کی صفوں میں پائے جانے والے فکری انحرافات؛ شرک و بدعات؛ پیر پرستی تعویذ گنڈے، مزار پرستی۔ تقلیدی جمود۔ جھاڑ پھونک کو ختم کرنے کی کوشش کرتے لیکن اس میدان سے انکو کوئی دلچسپی نہیں گویا کہ ذاکر صاحب کو شرک و بدعت پرستی سے دشمنی اور بیزاری بالکل نہیں ہیں۔

۲۷) یہی حال جماعت اسلامی کا ہے کہ دعوے تو بڑے بڑے کئے جاتے ہیں۔ اسلامی نظام، اسلامی حکومت۔ غلبہ اسلام، سیاسی، سماجی وثقافتی انقلاب لیکن شرک و قبر پرستی کی تردید و مزمّت کرنے کو فرقہ پرستی کا نام دیا جاتا ہے۔ اسی راہ پر چلنے والے ڈاکٹر ذاکر صاحب بھی ہیں کہ بڑی بڑی باتیں تو ہیں لیکن شرک کے دفع کرنے کا شوق قطعی نہیں۔ گمراہ فرقوں کا نام تک نہیں لیتے۔

۲۸) جبکہ تمام انبیائے کرام کا منہج اور سب بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہج صرف اور صرف شرک اور طاغوت کی مذمت کرنا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّی دور میں مسلسل دس گیارہ سال تک صرف عقیدوں کا سدھار کیا۔ شرک پر چوٹ کی اور توحید کو نکھارا۔ لیکن ذاکر صاحب کو اس میدان میں کام کرنے کا شوق بالکل نہیں۔

۲۹) اصولی بات تو یہ ہے کہ پہلے گھر کا کچرا صاف کیا جائے پھر باہر والوں کی اصلاح کی جائے یا پھر بیک وقت دونوں کام کئے جائیں اور وہ بھی مسنون طریقے پر۔

۳۰) پیش کئے جانے والے پروگراموں کے اشتہارات ایڈس میں ایک نئی قسم کی موسیقی (سنگیت) کی ایجاد جسکو میں الیکٹرونک میوزک کا نام دیتا ہوں۔ یہ موسیقی ڈھول نگاڑے یا ڈرم کی آوازوں کی شکل میں مردوں اور عورتوں کی مترنّم آوازوں کے پس منظر میں

سنائی دیتی ہے۔ بالکل ٹی وی سیریل کی میوزک کے طرز پر۔

۳۱) اللہ نے یہودیوں پر چربی حرام کی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق انہوں نے اسکو پگھلا کر استعمال کیا اور بیچنے کا جواز پیدا کیا بالکل یوں ہی پروگرام کے ایڈس میں جدید الیکٹرونک میوزک اور عجیب وغریب آوازوں کے استعمال سے پروگرام کو دلکش بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یعنی موسیقی (چربی) کو نئے انداز میں پگھلا کر استعمال کیا جا رہا ہے۔

۳۲) اگر کسی پروگرام کا اعلان کرنا ہے تو سادگی کے ساتھ انکا اعلان کیا جائے نہ کہ اداکاری؛ موسیقی؛ ھنگامے؛ پٹاخوں؛ زلزلوں کی آوازوں اور مرد اور عورتوں کی مترنّم آوازوں کے ساتھ بالکل ٹی

وی سیریل کی تقلید کرتے ہوئے۔ ہر پروگرام کے اوّل اور آخر گیت اور موسیقی کی کیا ضرورت ہے۔

۳۳) علمائے اہلحدیث کے لئے بہتر ہے کہ اس سے باہر نکلنے کی فکر کریں ورنہ بعد میں دنیا بھر کے عذر پیش کرنے پڑیں گے۔ تب تک دیر ہو چکی ہوگی اونچی اونچی تنخواہوں کے مقابلے میں وہ اخروی مفادات پیش نظر رکھیں تو بہتر ہوگا۔ ۳۴) برطانیہ کی بینک میں دس دس ہزار کے چیک کے ذریعے فی کس زکٰوت کی رقم وصول کرنے کے ایڈ کے ذریعے ساری دنیا کے مسلمانوں سے بے پناہ رقم وصول کرنے کا ذاکر صاحب کا یہ عجیب فنڈا ہے! اس کے ذریعے کروڑوں مسلمانوں کی زکٰوت کی رقم ایک ہی مد میں لگ جائیگی جس کے نتیجے میں لاکھوں یتیموں، غریبوں، مسکینوں کا حق مارا جائیگا ساتھ ہی ساتھ سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۶۰ میں بیان کردہ آٹھ مدیں بھی متاثر ہونگی اس کا حل کیا ہوگا؟ ایک طرف تو صرف پیس ٹی وی کو بے پناہ دولت حاصل ہوگی اور دوسری طرف کروڑوں حق دار غریب مسلمان اپنے اپنے علاقوں میں حسرت کے ساتھ ٹھنڈی آہیں بھرینگے۔

اولین بدعت اور اسکا سدّ باب

علامہ شیخ احمد بن حجر قاضی محکمۂ شرعیہ حکومت قطر اپنی معرکتہ الارا کتاب تحذیر المسلمین عن الابتداع والبدع فی الدین میں ارشاد فرماتے ہیں کہ غالباً عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بدعت سازی کی پہلی کوشش اس واقعہ سے ہوئی جسکی خبر ہمیں بخاری شریف کی اس مشہور حدیث سے ملتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے گھروں میں تین افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے آئے اور جب انکو بتایا گیا تو ان لوگوں نے عبادتِ نبوی کو کم سمجھا اور بولے کہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ سے کیا مقابلہ؟ آپکے تو اگلے پچھلے سارے گناہ بخش دئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں تو رات بھر نماز پڑھا کرونگا۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ سے رہونگا اور تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے دور رہونگا کبھی شادی نہ کرونگا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ کیا تم لوگوں نے اس طرح کی باتیں کہی ہیں؟ سنو اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ کا خوف اور تقویٰ رکھتا ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے میں نے بھی شادیاں کی ہیں جو میری سُنّت سے اعراض کریگا وہ مجھ سے نہیں۔ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح / صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح۔

بصائر و عبر۔ جیسا کہ شیخ احمد بن حجر نے اپنی کتاب جسکا اردو ترجمہ بدعت اور انکا شرعی پوسٹ مارٹم کے نام سے الدار السلفیہ ممبئی نے شائع کیا ہے، کے مقدمے میں اندازہ لگاتے ہیں کہ اسلام میں زمانۂ نبویؐ میں ہی سب سے پہلے ان تین حضرات نے منہج شریعت سے انحراف کرنے کی کوشش کی جسکو اللہ کے رسولؐ نے اولین فرصت میں روک دیا اور نصیحت فرمائی کہ دین اور منہج دین وہی ہے جسکو میں مقرّر کروں نہ کہ وہ جو لوگ اپنے طور پر قیاس کریں یا تدبّر و تعقل کے ذریعہ نئی نئی راہیں ایجاد کریں اور نصیحت کے آخر میں اتمام حجت کے طور پر یہ بھی فرمایا کہ جس نے بھی اس نصیحت کو نہ مانا وہ بدعتی ہے۔ اللہ کے رسولؐ کی امت میں سے نہیں۔ غور کیا جائے کہ کہاں ان تین مسلمانوں کا خیر کی باتوں میں حصولِ خیر کی نیت سے مزید اضافہ کرنا لیکن پھر بھی خیر کی اس نیّت پر بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دار و گیر کی، اسکو ممنوع قرار دیا، بدعت قرار دیا۔ اور کہاں آج کے اس پرفتن دور نامسعود میں مسلمانوں کا مختلف گمراہ کن فرقے بنانا اور پھر ایک نہیں بلکہ سینکڑوں نئے نئے عقائد اور بدعی و خرافی اعمال ایجاد کرنا پھر اس کے فروغ کے ذریعہ لاکھوں لوگوں کو گمراہ کر کے نارِ جہنم کا حقدار بنانا یہ کتنی بڑی گمراہی اور بدعت ہے!

آج عہد جدید میں مختلف تنظیمیں وجود میں آئی ہیں۔ انکے مختلف عزائم، نظریات اور اہداف ہوتے ہیں پھر ہر جماعت کا بڑا متعدد کتابیں تالیف کرتا ہے اور پھر فلسفہ، کلام اور سائنسی علوم کا سہارا لے کر قرآن و سنّت کی بالکل نئی نئی توجیہات و تشریحات کرتا ہے اور کسی ایک مسلہ پر نہیں بلکہ متعدد مسائل پر اور خود ساختہ اجتہادات و قیاسات و دلائل فاسدہ کی بنا پر سیکڑوں گمراہ کن تصورات قائم کرتا ہے جیسے کہ گروہ مقلدین میں احناف، شوافع مالکیہ وغیرھم اور جماعت اسلامی کے بانی مسٹر مودودی کے گمراہ کن نظریات اور خود ساختہ تفسیر قرآن تفہیم القران اور اس میں علم کلام اور فلسفہ اور تقلیدی علوم کے ذریعہ دنیا بھر کی خرافات کا انبارِ عظیم۔ یوں ہی آئی آر ایف کے ڈاکٹر ذاکر نائک کے خود تراشیدہ تصورات و نظریات اور منطق و سائنس کے ذریعہ اسلامی احکام کی گمراہ کن توجیہات نیز تبلیغی میدان میں پیس ٹی وی کے ذریعہ منہجی انحرافات وغیرہ اسی قبیل میں سے ہیں۔ اس پر اہلحدیث کا بھی اس چینل اور ذاکر نائک کے نظریات کے ساتھ ہم آہنگی دیکھنے میں آتی ہے۔ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ اہلحدیث کا سرمایۂ افتخار اسکا منہج پاکیزہ تھا لیکن آج وہ ہر چمکتی ہوئی چیز کو سونا سمجھ بیٹھا ہے۔ کاش کہ وہ اس حدیث سے درسِ عبرت حاصل کرتے۔

بدعت کے سلسلے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا موقف

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ کچھ لوگ حلقہ بنا کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں جس میں ایک شخص لوگوں سے کہتا تھا کہ ۱۰۰ بار لا الہ الا اللہ پڑھو تو وہ لوگ یہ کرتے تھے۔ پھر وہ کہتا تھا کہ ۱۰۰ بار سبحان اللہ پڑھو تو وہ لوگ یہ کرتے تھے پھر وہ کہتا تھا کہ ۱۰۰ بار اللہ اکبر پڑھو تو وہ لوگ ۱۰۰ بار کنکریوں پر یہ کلمہ پڑھتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو وہ بولے کہ ہم اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس پر صحابی موصوف نے فرمایا کہ تم ان کنکریوں پر بہتر ہے کہ اپنے گناہوں کو شمار کرو تو میں اس بات کی ضمانت لیتا ہوں کہ تمہاری نیکیوں میں سے اللہ تعالیٰ کچھ بھی ضائع نہ کریگا۔ تعجب ہے تم پر اے اُمّت محمد کتنی جلدی تم لوگ ہلاکت و گمرہی میں پڑ گئے۔ ابھی تک تمہارے درمیان اللہ کے رسول کے صحابہؓ یعنی ساتھی موجود ہیں اور ابھی تک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوڑے ہوئے برتن بھی نہیں ٹوٹے اور تم اتنی جلدی بدعت و گمراہی میں گرفتار ہوگئے ہو (مسندِ دارمی، بسند صحیح ۱/۶۸) بعض روایات میں آیا ہے کہ اس مجلس ذکر میں جو لوگ موجود تھے وہ اکثر گمراہ اور بدعتی ہو کر مرے۔ بہت سے تو جنگ نہروان میں حضرت علیؓ کے خلاف صف آرا ہوئے۔

بصائر وعبر۔ اس تاریخی روایت سے معلوم پڑتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنے قریب کے دور میں یعنی خیر القرون میں اتنے گمراہ اور بدعتی مسلمان پیدا ہو سکتے ہیں تو آج کے اس جدید دور میں اگر پڑھے لکھے لوگ شرک و بدعت کا شکار ہو جائیں تو کیا تعجب ہے ! میں سوال کرتا ہوں کہ ان لوگوں کی اور کوئی بدعت تو مشہور نہ ہوئی تھی سوائے اس حلقہ ذکر کے لیکن پھر بھی صحابی رسولؐ نے انکو بدعتی قرار دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ مسجد سے باہر نکلوا دیا۔ پھر کیوں ان تنظیموں سے الگ نہیں رہا جاتا جو قدم قدم پر تبلیغ اسلام کے دعوے کے ساتھ نئے نئے ناموں سے تحریک شروع کرتے ہیں ؟ ادارے قائم کرتے ہیں اور دنیا بھر کی خرافات و بدعات ایجاد کرتے ہیں بڑے بڑے علماء سب دیکھتے سنتے چپ رہتے ہیں بلکہ خود بڑی بڑی تنخواہوں کی حرص و لالچ میں ان اداروں سے جڑے رہتے ہیں۔ تعاون کرتے ہیں اور ان غلطیوں سے صرف نظر کر لیتے ہیں بلکہ دفاع کرتے ہیں اور انمیں اپنی شرکت کے جواز پر دلائل پیش کرتے ہیں۔ ان ذاکرین حلقہ کو بدعتی قرار دے کر مسجد سے باہر نکلوانے والے حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک و منہج سے اہلحدیث عوام و علما کو درس لینا چاہئے کہ محض ایک بات پر انکا مواخذہ کیا گیا اور اس سے قبل کی بیان کردہ حدیث میں ان تین مسلمانوں کے منہج کی ذرا سی تبدیلی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برداشت نہ کیا اور انکے منہج کو بدعت قرار دیا اور کہا کہ جو نبی کی سنت پر عمل نہ کرے وہ مجھسے نہیں اور یہاں ہے کہ آئی آر ایف کے ڈاکٹر ذاکر نائک کی کوئی ایک غلطی نہیں بلکہ بے شمار غلطیاں ہیں جنکو انٹرنیٹ میں موجود علماء عرب کی کتابوں میں پڑھا جا سکتا ہے اور پیس ٹی وی میں تو پروگرام پیش کرنے کے سلسلے میں درجنوں غلطیوں کی نشاندہی اس کتاب میں ہو چکی ہے اور آئندہ دیکھتے جایئے وہ وقت قریب ہے کہ لوگ ان غلطیوں کو شمار کرنا بند کر دیں گے اور علماء کرام اس دلدل سے باہر نکلنے کے بہانے تلاش کرتے پھرینگے۔

نجات یافتہ جماعت اور طائفہ منصورہ اہلحدیث ہی ہیں

صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالسنہ رقم الحدیث ۷۳۱۱) میں ہے لا تزال طائفة من أمتی ظاهرين حتىٰ يا تيهم أمر الله وهم ظاهرون'' یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمّت کی ایک جماعت برابر غالب رہیگی یہاں تک کہ انکے پاس اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے اور وہ غالب ہی ہوگی''۔ اس حدیث کے سلسلے میں طائفہ منصورہ کی نشاندہی کے تعلق سے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک وہ لوگ اہلحدیث ہیں حضرت علی بن مدینی سے منقول ہے کہ وہ اہلحدیث ہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل کا مشہور قول ہے غالب سے مراد اگر اہلحدیث نہیں تو نہیں جانتا کہ وہ لوگ کون ہیں۔ حضرت امام بخاریؒ نے بھی فرمایا ہے کہ اس غالب جماعت سے مراد اہلحدیث ہیں۔

بصائر وعبر۔ میں سوال کرتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلحدیثوں سے وعدہ کر لیا ہے کہ یہ جماعت حق پر ہے اور قیامت تک غالب رہیگی اور اہل باطل اسکا کچھ نہ بگاڑ سکینگے تو پھر کیوں اہلحدیثوں کو یقین نہیں آتا کہ وہ ہمیشہ قیامت تک غالب رہیں گے اور تمام جماعتیں انکے مدّ مقابل ہیچ اور کم تر ہیں بشرطیکہ جماعت حقہ اور طائفئہ منصورہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اور دین پر قائم رہنے کا عزم بالجزم کرے۔ پھر کیوں ایسا ہو رہا ہے کہ اہلحدیث ہونے کے باوجود اہلحدیث عوام اور علماء اور علماء بھی وہ جو بالخصوص مدنی ہیں اور وہ جو بڑے بڑے مرکزی عہدوں کے مالک ہیں اس بات پر غور کیوں نہیں کرتے کہ بدعتی اداروں سے دور رہا جائے۔ افسوس کہ ملک

کے کچھ علاقوں کے اہلحدیث عوام یا تو تبلیغی جماعت سے منسلک ہیں یا جماعت اسلامی سے اور دورِ جدید میں اکثریت آئی آر ایف کی دیوانی و متوالی نظر آتی ہے۔ ہم اہلحدیث عوام اور علما کرام سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس حدیث طائفہ منصورہ کی موجودگی میں کیا ہم کو یہاں وہاں منہ مارنے کی کوئی ضرورت ہے۔ پھر کیوں ہم خود اپنا مرکز مضبوط نہیں کرتے؟ ہم کو اپنی جماعت جمعیت اہلحدیث ہند کو مضبوط اور مستحکم کرنا چاہئے، اس سے وابستہ ہونا چاہئے۔ اس سے محبت کرنا چاہئے، اس کی اصلاح کرنا چاہیے۔

بد عقیدگی، بد عملی، شیطانی وسوسوں اور اہل بدعت کی گمراہیوں سے بچنے کا قرآنی علاج

اہل بدعت کے فساد سے بچنے کے تعلق سے میں نے متعدد باتیں عرض کی ہیں اب قرآنی وظائف کی شکل میں ایک سب سے مفید اور موثر وظیفہ عمل میں لائیں ان شاء اللہ ہر قیمت پر فائدہ حاصل ہوگا۔ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ المسافرین، باب فضل قراءۃ المعوذتین، ترمذی میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''آج کی رات مجھ پر کچھ ایسی آیات نازل ہوئیں ہیں جن کی مثل میں نے کبھی نہیں دیکھیں یہ فرما کر آپ نے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس دونوں سورتیں پڑھیں اور صحیح النسائی لالبانی، نمبر ۵۰۲۰ میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اے ابو حابس! کیا میں تمہیں سب سے بہترین تعویذ نہ بتاؤں جس کے ذریعہ سے پناہ طلب کرنے والے پناہ مانگتے ہیں، انہوں نے عرض کیا ہاں ضرور بتلائیے آپؐ نے دونوں سورتوں کا ذکر کر کے فرمایا کہ یہ دونوں معوذتان ہیں اور صحیح ترمذی لالبانی نمبر ۲۱۵۰ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں اور جنوں کی نظر سے پناہ مانگا کرتے تھے، جب یہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پڑھنے کو معمول بنالیا اور باقی دوسری چیزیں چھوڑ دیں اور صحیح بخاری کتاب فضائل القران، باب فضل المعوذات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ رات کو سوتے وقت سورۂ اخلاص اور اور معوذتین یعنی (سورۂ ناس اور سورۂ فلق) پڑھ کر اپنی ہتھیلیوں پر پھونکتے اور پھر انہیں پورے جسم پر ملتے، سر، چہرے اور جسم کے اگلے حصّے پر ہاتھ پھیرتے، اس کے بعد جہاں تک آپ کے ہاتھ پہنچتے تین مرتبہ آپؐ ایسا کرتے۔ بحوالہ تفسیری حاشیہ از مولانا صلاح الدین مقبول صفحہ ۵۵/۱۷۵۴)

گناہ، بدعت اور شر سے بچنے کی قرآنی ہدایت

قران کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے **قل اعوذ برب الناس ٥ملك الناس ٥اِلٰه الناس ٥من شرّ الوسواس الخنّاس ٥الذی یوسوس فی صدور الناس٥من الجنّة و الناس٥**

ترجمہ۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں (۱) لوگوں کے مالک کی (اور) (۲) لوگوں کے معبود کی (پناہ میں) وسوسہ ڈالنے والے (اور) پیچھے ہٹ (کھسک) جانے والے (شیطان) کے شر سے (۴) جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے (۵) (خواہ) جن میں سے ہو یا انسان میں سے (۶) ترجمہ کا خلاصہ عام زبان میں یہ ھیکہ کہ لوگوں کے پروردگار، لوگوں کے مالک، اور لوگوں کے معبود کی پناہ میں آتا ہوں اور پناہ اس لئے چاہی جارہی ہے کہ شیطان وسواس یا موسوس یعنی وسوسہ پیدا کرنے والا ہے اور ہر وقت وسوسہ پیدا کرتا رہتا ہے اور وہ کھسک جانے والا ہے یعنی گمراہی، گناہ اور شرک و بدعت پیدا کر کے اور سینوں میں گناہ کی سیاہی اور بدعت کا فساد پیدا کر کے دھیرے سے کھسک جاتا ہے اور یہ وسوسہ وہ چاہے جن میں سے ہوں یا انسان میں سے ہوں، دونوں کے سینوں میں وسوسہ (شک، گناہ اور بدعت) ڈالتا ہے یہاں خنّاس سے مراد ہے شیطان جو اپنا کام کر کے کھسک جاتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں من الجنۃ والناس میں دو قسم کے وسوسہ ڈالنے والوں کا ذکر کیا ہے ایک تو شیاطین الجن جنکو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو گمراہ کرنے کی طاقت دی ہے۔ ساتھ ہی ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان اسکا ساتھی ہوتا ہے جو اسکو (انسان کو) گمراہ کرتا رہتا ہے اور دوسرے شیطان انسانوں میں سے ہوتے ہیں جو ناصح (نصیحت کرنے والے) مشفق (شفقت کرنے والا) کے روپ میں انسانوں کو گمراہی کی ترغیب دیتے ہیں۔ فی الحال ہماری مراد ان ہی گندم نما جو فروش قسم کے اہل بدعت اور اہل شرک اور نئے زمانے کے مغربیت زدہ دیندار بدعتی لوگوں سے ہے جو اپنے خود تراشیدہ دین اور مغربیت سے مرعوبیت کی بنا پر دین کی غلط تعبیر کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ قرآن کے مطابق یہ لوگ بھی وسوسہ پیدا کرنے والے ہیں۔ جنہوں نے دین کو ٹی وی چینل بنا دیا ہے۔ دین نہ ہوا گیت سنگیت اور اداکاری کا مظاہرہ ہوگیا۔ اب تو چھوٹے چھوٹے ایپسوڈ بھی دکھائے جاتے ہیں کچھ دنوں میں دین اسلام پر سیریلز بھی دکھائے جائیں گے۔ ویسے ذاکر صاحب تو موڈلنگ کے انداز میں پیس ٹی وی کے ہیرو تو بن ہی گئے ہیں۔ کچھ ایڈس ڈرامے کی

شکل میں بھی دیکھے گئے ہیں۔آخر میں ہماری گزارش ہے کہ جب کبھی کوئی بدعت زدہ شخص کسی اہلحدیث سے دینی عنوان پر گفتگو کرے تو اسکو سورۂ فلق وسورۂ ناس پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلینا چاہئے اوراس پر بھی تا کہ شیطان اوروہ (بدعت زدہ) آپکو آپکے منہج صحیح سے گمراہ نہ کرسکے اورصراط مستقیم پر قائم رہ سکیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو شیطان اورارباب بدعت سے دوررہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔

ضمیمہ

مسلک اہلحدیث کے بارے میں ڈاکٹر ذاکر نائک کا الزام فاصد

محترم سامعین ۸۲ مارچ ۲۰۰۳ء میں صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی کے زیراہتمام دین رحمت کانفرنس باندرہ کرلا کمپلیکس ممبئی میں منعقد کی گئی جسمیں اکابر علمائے اہلحدیث کے علاوہ مولانا محمد مقیم فیضی، شیخ عبدالسلام سلفی، شیخ اصغرعلی امام مہدی اور مولانا معراج ربّانی اور دیگر علمائے کرام موجود تھے،اس کانفرنس میں ڈاکٹر ذاکر نائک کو بھی مدعو کیا گیا تھا.ڈاکٹر ذاکر نائک صاحب نے اسلام اور دہشت گردی کے عنوان پر خطاب کرنے کے بعد سوال وجواب کی نسشت میں اُن سے ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ اہلحدیث ہیں؟ اورمسلک اہلحدیث کے بارے میں بتائیے۔اس سوال کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے اہلحدیث لفظ کی غلط تشریح کی اور اہلحدیث پر زہر آلود طنز کیا۔اس سے علما کے مابین تشویش پیدا ہوئی پھر علماء اکرام کے مشورہ سے مولانا عبدالحمید رحمانی صاحب سے اس کا جواب دینے کو کہا گیا موصوف نے اس کے جواب میں شرح وبسط کے ساتھ جوابات دیے۔ڈاکٹر زاکر نائک نے سائل کے جواب میں منجملہ دیگر باتوں کے کہا کہ کوئی شخص اگر کہے کہ میں حنفی ،شافعی ،مالکی وحنبلی ہوں اوراہلحدیث ہوں تو سنو اسلام میں فرقہ بنانا حرام ہے۔یعنی چار گمراہ فرقوں کے ساتھ اہلحدیث کو بھی شمار کیا اور پھر یہ بھی کہا کہ فرقہ بنانا حرام ہے یعنی بقول ذاکر نائک جماعت اہلحدیث کی تشکیل ہی حرام تھی۔اس کے تھوڑی دیر بعد یہ کہا کہ میں کہتا ہوں کہ اگر کہنے کا ہی ہے تو میں حنفی ،شافعی ، مالکی ،حنبلی اور اہل صحیح الحدیث ہوں۔میں کہتا ہوں کہ جب ڈاکٹر صاحب شروع میں کہہ چکے تھے کہ اسلام میں فرقہ بنانا حرام ہے تو پھر اپنے آپکو ان پانچوں فرقوں کے نام سے موسوم ہی کیوں کیا یعنی ان نسبتوں کے ذریعہ وہ خود بھی حرام فعل کے مرتکب ہوئے۔یادرہے لفظ اہلحدیث کا انکار مقلدین اور بدترین گمراہ جماعت جماعۃ المسلمین کرتی ہے اور قرآن کے مطابق مسلمانوں کے لئے صرف لفظ مسلم کہنے کو صحیح مانتی ہے۔حیرت کی بات ہے کہ بدعتی فرقوں میں ہرایک اپنے آپکو مسلم کہنے کے علاوہ دوسری نسبتوں کے استعمال کو جائز مانتا ہے لیکن صرف اہلحدیثوں کے لئے کسی نسبت جیسے اہلحدیث ،سلفی ،اثری اور موحد وغیرہ کے استعمال کے حق سے محروم کرنا چاہتا ہے ۔بدعتی گروہ اپنے لئے حنفی ، مالکی ،شافعی ،حنبلی ، ماتریدی ،اشعری ،چشتی ،قادری ،نقشبندی ،سہروردی ،سوفی ،دیوبندی ، بریلوی ،جماعت اسلامی ،اخوان المسمین ،ایس.آی.ایم ،ایس.آی.اؤ،آئی.آر.ایف، وغیرہ نسبتوں کو لفظ مسلم کے علاوہ استعمال کرتے ہیں لیکن یہی لوگ اہلحدیثوں کو لفظ اہلحدیث کے استعمال کرنے سے منع کرتے ہیں اوراسی بنا پر یہ کہتے ہیں کہ اہلحدیث ایک نیا فرقہ ہے۔ڈاکٹر موصوف نے اہلحدیثوں پر تو فرقہ بندی کا الزام عائد کردیا لیکن آئی.آر.ایف کے نام سے ایک ادارے کی تشکیل کی اور پیس ٹی وی کے ذریعہ دولت اور گلیمر کے ذریعہ اپنے کروڑوں مقلدین پیدا کرلئے وہ بھی اس طرح کی کہ چاروں مسلک کے مقلد علما اور علمائے اہلحدیث سے دینی خدمت لیکر انکے ہی مسلکوں کی بنیاد کو حرام قرار دے دیا یہ کہہ کر کہ فرقہ بنانا حرام ہے۔میں کہتا ہوں کہ تمام فرقوں کے مختلف علما کو ایک اسٹیج پر جمع کرکے ان تمام علما کی گمراہیوں کو عوام میں پھیلانا کیا ایک نیا فرقہ بنانے کے مترادف نہیں؟ میں کہتا ہوں کہ اپنے اصولوں اور منہج تبلیغ کی روشنی میں یہ بلاشبہ ایک نیا فرقہ ہے اس کے ایک نہیں درجنوں بدعی وخرافی عقائد ہیں۔منہج تبلیغ میں ایک نہیں بے شمار نقائص وعیوب ہیں۔یہ اکبر بادشاہ کے دین الٰہی کی طرح ایک نیا مذہب ہے جس کے اصول خودساختہ وخودتراشیدہ ہیں۔یہ بالکل ایک نیا فرقہ ہے جو مغربیت زدہ ہے بلکہ اس ادارہ اور جماعت کو فتنہ اعتزال جدید کا نام دیا جاسکتا ہے۔

امام حرم بن الشریم کی آمد ممبئی میں

یکم نومبر ۲۰۱۰ھ بمقام جامع مسجد اہلحدیث مومن پورا ممبئی ڈاکٹر سعود بن ابراہیم الشریم حفظہ اللہ کا ایک گراں قدر خطاب صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی کے زیراہتمام ہوا۔اس پروگرام کی نظامت مولانا عبدالجلیل مکی نے فرمائی جبکہ جمعیت اہلحدیث ہند کے نائب ناظم مولانا محمد مقیم فیضی اور صوبائی جمعیت اہلحدیث کی جانب سے مولانا عبدالسلام سلفی صاحب وغیرہم نے شرکت فرمائی۔اس میں امام حرم شیخ شریم نے ایک موثر اور حقیقت افروز خطاب فرمایا۔تقریر کی ترجمانی مولانا محمد مقیم فیضی صاحب نے کی۔امام حرم شیخ شریم نے

بلاد حرمین کے سلفی بھائیوں اور ہندوستان کے اہلحدیثوں کے درمیان جو رشتے ہیں انکو بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ڈاکٹر ذاکر نائک ساری دنیا کے مسلمانوں پر رعب جمانے کے لئے سعودی حکومت کے علماء اور ائمہ حرمین شریفین کو اکثر دعوت خطاب دیا کرتے ہیں۔ یہی ڈاکٹر صاحب لفظ اہلحدیث اور جماعت اہلحدیث کی نسبت اہلحدیث پر اعتراض بھی کیا کرتے ہیں۔ اور اہلحدیث کو بھی ایک نیا فرقہ کہا کرتے ہیں۔ اور کبھی کہتے کہ اہلحدیث تمام فرقوں میں حق سے زیادہ قریب ہیں گویا کہ حق پر اہلحدیث بھی نہیں ہیں حق پر تو صرف ڈاکٹر ذاکر نائیک ہی ہیں اسی لئے ایسا فیصلہ فرما رہے ہیں۔ میں سوال کرتا ہوں کہ اگر اہلحدیث کے بارے میں بھی ڈاکٹر ذاکر نائیک یہ فرما رہے ہیں تو وہ بتلائیں کہ ساری دنیا میں وہ کونسی جماعت ہے جو مکمل حق پر ہے۔ کیا ڈاکٹر صاحب کے مطابق دنیا میں کوئی بھی جماعت حق پر نہیں؟ تو پھر بخاری شریف کی اس حدیث کا اطلاق کس جماعت پر ہوگا جس میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک جماعت میری امت میں ہمیشہ حق پر رہیگی اور کوئی اسکا کچھ نہ بگاڑ سکیگا اور یہ غالب رہیگی۔ اس حدیث کے بارے میں پیچھے ہم وضاحت کرر چکے ہیں کہ ڈاکٹر موصوف کو کم سے کم امام حرم کا پاس ولحاظ کرنا چاہئے جنہوں نے اپنے اس خطبہ میں اہلحدیثوں کے اس نام کو قرآن وسنت سے ثابت کرتے ہوئے خود حکومت سعودیہ کو بھی بلکہ اس حکومت کے علما اور ائمہ کو بھی سلفی اور اہلحدیث کا ہم عقیدہ قرار دیا ہے اور پورے خطبہ میں اہلحدیثوں کے حکومت سعودیہ کے تعلقات کی بنیادوں کو باترتیب گنوایا ہے اور اس خطاب میں خود ڈاکٹر ذاکر نائک موجود تھے۔ کاش کہ وہ درس عبرت لیں اور اپنے آپکو اہلحدیث قرار دیں لیکن ذاکر صاحب کو جماعت حقہ ومنصورہ سے کوئی سروکار نہیں اس لئے کہ انکو اسلامی عقائد، منہج صحیح اور جماعت حقہ سے کوئی لینا دینا نہیں۔ انکو تو بس بھیڑ جمع کرنا ہے۔ تمام گمراہ جماعتوں کے علما کو اپنی دعوت میں شامل کر کے امت مسلمہ کو تباہی وبربادی کے غار میں گم کرنا ہے اور ایسا کیوں نا ہو؟ اس لئے کہ انکے اولین معلم اور مرشد احمد دیدات بھی خود داؤدی بوہرہ ہیں انکا عقیدہ بھی مشکوک اور مجروح ہے۔ سطور گذشتہ میں ہم واضح کر چکے ہیں کہ ۱۹۹۳ء میں آئی آر ایف کے قیام کے اولین دور میں اس ادارے کے معاونین شیعہ بھی تھے جو بعد میں الگ ہوئے اور اسی لئے اس دور میں موصوف نے شیعوں کے رد کی ممانعت کی تھی اور خود بھی اس عنوان پر نہیں بولتے تھے۔ اور آج بھی انکا کوئی عقیدہ اور منہج نہیں ہیں۔ انکی جو سمجھ میں آجائے وہی دین ہے۔ ساری دنیا کی ہدایت کا ٹھیکا انہوں نے لے رکھا ہے۔ بغیر علم کے مفتیوں کی طرح فتوی دینے کا عمل اور بھی احمقانہ ہے۔ انکی نظر میں سوال وجواب کے سیشن کے لے مدنی علما کافی نہیں جو انکے پاس متعدد ہیں۔ بلکہ اس کام کو بغیر علم کے انہوں نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے اور ایک نہیں ہزاروں غلطیاں انکے جوابات میں پائی جاتی ہیں اور علما خاموش رہتے ہیں۔ کیوں انکی گرفت نہیں کی جاتی؟ عورتوں اور لڑکیوں کو بے پردہ بٹھا کر سوال اور جواب کی نسشت کرنا کیا باعث حیرت نہیں؟ کاش ذاکر صاحب مجدد بننے کے خواب غفلت سے بیدار ہو کر حقیقت کی دنیا میں آ کر یہ کام علما کو سونپ دیں اور علما کی خدمت کو باعث فخر سمجھیں۔ اسی میں آپ کی خیر ہے۔ علماء اہلحدیث سے گذارش ہے کہ پہلے ادارہ کو سلفی بنائیے پھر کام کیجئے۔

امام حرم کا خطاب

[اردو ترجمہ، حواشی وتبصرہ از مولانا عبدالمعید مدنی علی گڑھ۔ یہاں فقط ترجمہ درج ہے]

حمد وصلوۃ کے بعد۔ فاضل گرامی نائب ناظم مرکزی جمعیت اہلحدیث، فاضل گرامی ناظم عمومی صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی حفظہ اللہ، فاضل گرامی امیر صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی حفظہ اللہ، قابل قدر مشائخ اہلحدیث، میرے دینی بھائی ڈاکٹر ذاکر نائیک اور میرے بھائی حاضرین کرام، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

اس بابرکت اور پاکیزہ محفل میں آپ سبھی حضرات کو خوش آمدید اور مرحبا۔ جس وقت سرزمین ہند اور شہر ممبئی میں میں نے قدم رکھا اس وقت میں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ میرے اوپر لازم ہے کہ اپنے اہلحدیث ساتھیوں بھائیوں اور دوستوں سے ملاقات کروں۔

اهل الحديث هم اهل النبى وان
لم يصحبو انفسه انفاسه صحبوا

اہلحدیث ہی نبی کے ساتھی ہیں گو ان کو ذات گرامی کی صحبت نصیب نہیں ہوئی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا؛

لاتزال طائفة من امتى على الحق ضاهرين ،لا يضرهم من خزلهم ،ولا من خالفهم الى يوم القيامة؛

اہلحدیث ہی طائفہ منصورہ ہیں۔ یہی اہل علم نے ان کے متعلق کہا ہے اور نبی ﷺ کی حدیث سے یہی سمجھا ہے آپ نے ارشاد فرمایا؛ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر جما رہے گا

غالب رہے گا قیامت تک نہ ان کو ذلیل کرنے والے انھیں نقصان پہنچا سکیں گے نہ ان کی مخالفت کرنے والے؛ رسول ﷺ سے سوال کیا گیا وہ کون لوگ ہوں گے فرمایا وہ لوگ ہونگے جس پر آج میں ہوں اور میرے صحابہؓ ہیں۔اہل علم نے وضاحت کی ہے جن میں امام بخاری رحمۃ اللہ بھی ہیں کہ طائفہ منصورہ اہلحدیث ہیں؛ اور بعض سلف نے کہا ہے کہ طائفہ منصورہ اگر اہلحدیث نہیں تو پھر کون ہیں؟ اہلحدیث ہمارے بھائی ہیں۔ پیارے دوست ہیں۔اور یہ کہ ان کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنی نسبت نبی ﷺ کی حدیث کی طرف کرتے ہیں۔ یہ بہترین نسبت ہے بہترین نسب ہے اور بہترین شرف ہے اور کیوں نہ ہو یہ نسبت تو سید البشر ﷺ کی طرف ہے۔ قیامت تک اولاد آدم کے سردار کی طرف ہے۔صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔شاعر کہتا ہے۔

دین النبی محمد آثار

نعم المطیئۃ للفتی الا خبار

لا ترغبن عن الحدیث واھلہ

فا لرای لیل والحدیث نھار

نبی ﷺ کا دین آپ کی احادیث ہیں۔اور ایک جوان کے لئے بہترین سواری اخبار ہیں۔حدیث اور اہلحدیث سے بے رغبتی مت اختیار کرو رائے رات ہے۔اور حدیث دن ہے۔

جی ہاں! رسول پاک ﷺ کی حدیث مسافر کیلیے سورج ہے۔انسان حدیث رسول کی اقتدا اور نبی کے قدوہ کے بغیر کیسے چل سکتا ہے۔**علیه صلوات الله وسلامه** : اللہ نے ان کی رہنمائی فرمائی ہے۔لہذا ان کی رہنمائی میں چلو۔

برادران گرامی! ہم مملکت سعودی عرب بلاد حرمین شریفین میں اپنے اہلحدیث بھائیوں سے محبت کرتے ہیں۔اور ان کے لئے ہماری محبت دین اور عقیدے کی جڑوں سے بارآور ہوئی ہے. کتاب اللہ اور سنت نبی ﷺ نے ہمارے درمیان محبت کا رشتہ قائم کیا ہے۔یہ پہلا رشتہ ہے جو ہمارے اور ان کے درمیان قائم ہے۔

اور دوسرا رشتہ جو ہمارے اور ان کے درمیان قائم ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا مقصد ایک ہے۔ہمارا منہج ایک ہے۔ہمارا عقیدہ ایک ہے۔

پھر ہمارے اور ان کے درمیان ایک رشتہ اور ہے جس کو ہم وقتاً فوقتاً فتنوں کے دور میں اور بلاد حرمین کے خلاف تہمت طرازی کے وقت دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں۔ ہم اپنے اہلحدیث بھائیوں کی نمایاں کوشش اور زریں کردار کو دیکھتے ہیں۔اس دفاع کا اللہ انہیں بہترین بدلہ دے۔ان شبہات کو ختم کرنے کا اللہ انہیں بہترین بدلہ ہماری جانب سے اللہ انہیں بہترین بدلہ دے... ہم ان کی طرف سے یہ دفاع ہمیشہ محسوس کرتے ہیں۔

اور مختلف بحرانوں میں دیکھتے ہیں ہندوستان کے اہلحدیث کی طرف سے بھی اور پاکستان کے اہلحدیث کی طرف سے بھی اور دیگر علاقے کے اہلحدیثوں کی طرف سے بھی۔ان کی کوششیں قابل شکریہ ہیں اور قابل لحاظ بھی۔

اسی طرح ایک رشتہ اور بھی ہے مملکت سعودی عرب کے بادشاہوں سے ان کو محبت رہی ہے اور ان سے گہرا تعلق بھی رہا ہے اور یہ ہمیشہ ان کی قدر کرتے رہے ہیں۔ سابق ولاۃ امر کی بھی اور موجودہ خادم حرمین شریفین کی بھی۔

اسی طرح ایک اور رشتہ بھی۔اور وہ یہ ہے کہ اہلحدیثوں کا ہمارے علماء کبار سے گہرا تعلق رہا ہے جیسے سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ تعالیٰ اور دیگر مملکت سعودی عرب کے اہل علم۔اہلحدیثوں کا تعلق ان کے ساتھ بڑا مضبوط اور بہت گہرا رہا ہے۔اور ہے اور یہ کیوں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے منہج کی صحت انسیت کا باعث ہے۔اور نبی ﷺ کی طرف ان کی نسبت کی شدید خواہش اس محبت کا باعث ہے۔انہوں نے اپنا نام اہلحدیث رکھا ہے۔پس مبارک ہو انہیں یہ نام۔ہم انہیں مبارکباد دیتے ہیں اس پر جوان کی کوششیں ہیں سلفی عقیدے کے متعلق شاندار موقف ہے۔اور پر بھی جو بلاد حرمین کے متعلق جھود ہیں اور شاندار موقف رکھتے ہیں خاص کر ان کے متعلق جھوں نے سلفی عقیدے کو وہابیت سے جوڑ دیا ہے۔ہم جانتے ہیں کہ وہابیت کوئی خاص مذہب نہیں ہے۔وہابیت محض ایک مجدد کی دعوت ہے۔اللہ نے انہیں حق دکھلا دیا تھا تا کہ اس دور میں اسلام کے مٹے ہوئے نقوش کو نمایاں کر دیں اور وہ ہیں شیخ محمد بن عبدالوہاب۔شیخ دیگر علماء حق کی طرح کوئی نیا دین لے کر نہیں آئے اور نہ کوئی نیا مذہب۔وہ بالکل اپنے سابقین کی طرح تھے جیسے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ابن القیم اور ابن کثیر وغیرہم رحمہم اللہ۔ اور اپنے اسلاف کی مانند جیسے امام مالک ابوحنیفہ شافعی اور احمد وغیرہ رحمہم اللہ۔ شیخ کوئی نئی چیز لے کر نہیں آئے انہوں نے بس صحیح ہدایت کی تذکیر کی۔ اور اس کی، جس پر نبی ﷺ اور صحابہؓ تھے یا اس کو یاد دلایا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ ہر نعمت پر حسد ہوتا ہے، اور سب سے زیادہ حسد انسان سے اس وقت کیا جاتا ہے، جب وہ صحیح راستے پر چلتا ہے اور مضبوط منہج پر قائم رہتا ہے۔ اور ایسے حق پرستوں میں سب سے اوپر عزوجل کے انبیاء ہوتے ہیں۔ ہر نبی کو اپنی قوم سے حسد بغض اور نفرت کی اذیت اٹھانی پڑی۔ لوگوں نے ان سے طرح طرح کی باتوں کو منسوب کیا اور طرح طرح کی تہمتوں سے ان کو متہم کیا۔ انہیں میں ہمارے نبی ﷺ ہیں۔ لوگوں نے آپ کو متہم کیا کہ آپ شاعر ہیں کاہن ہیں، جادوگر ہیں۔ اور بنے پاگل ہیں۔ یہ سارے اوصاف سیدالمرسلین **صلوات الله علیه وسلامه** سے جوڑ دیئے گئے۔ جب سید المرسلین کے ساتھ یہ ہوا پھر ان اہل علم و دین کا کیا حال ہوگا جو آپ سے کمتر ہیں۔ لاریب جو بھی حق پر ہوں گے طے ہے کہ ان کو عناد کو جھیلنا ہوگا ان کو حسد اور بغض کا سامنا کرنا ہوگا۔ ان پر تہمتیں لگائی جائیں گی اور ان کے ساتھ نقائص کو جوڑا جائیگا۔

ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ اہلحدیثوں کے بارے میں کہا جائے کہ یہ متشدد ہیں۔ یہ شذوذ پسند ہیں۔ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ جنہوں نے شیخ محمد بن عبدالوہاب کی دعوت کا اثر قبول کیا ہے انہیں بھی کہا جائے یہ متشدد ہیں یہ شذوذ پسند ہیں۔ ان سب کا تعلق حسد سے ہے اور دل کی لگی کی تسلی حاصل کرنے سے ہے۔

اہلحدیث نے کوئی ایسی شئے نہیں پیش کی جو پہلے لوگ نہیں لائے تھے۔ ان کا منہج ان کا طریقہ فقط قال اللہ وقال رسول اللہ ﷺ ہے اور قال الصحابہ ہے جو اصحاب معرفت ہیں۔ یہ اللہ عزوجل کی بات سے نبی ﷺ کی بات سے اور اقوال سلف امت رحمہم اللہ سے نہیں ہٹے۔

یہی منہج حق ہے اور یہی منہج صحیح ہے اور یہی منہج ہے جو ہمارے لیے بہتر ہے کہ اس کو مضبوطی سے پکڑے رہیں اور اس پر جمے رہیں اور مل کر اس پر قائم رہیں اور جو اس منہج کو نہیں مانتے ہم ان کو اس کی دعوت دیں۔ حکمت سے۔ اور موعظت حسنہ سے۔ اور ان سے احسن طریقہ سے بحث کریں نہ کہ کھردرے انداز میں۔ مطلب یہ ہے کہ نرمی سے ہمدردی سے ہدایت کے لئے۔ اور دوسروں تک دین کو پہنچانے کے شدید جذبے سے۔

میں اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس جگہ وہ ہمیں اور تمہیں ہر خیر کی توفیق دے اور ہمیں اپنے دین کا داعی بنائے۔ ہمیں اپنے نبی ﷺ کی سنت کو تھامنے کی توفیق نصیب کرے۔ اے اللہ ہمیں اپنے نبی کی سنت کو تھامنے کی توفیق نصیب فرما۔ اے اللہ ہمیں اپنے نبی ﷺ کی سنت کو تھامنے کی توفیق نصیب فرما۔ اے اللہ ہمیں عمل میں اخلاص نصیب فرما۔ اے اللہ ہمیں عمل میں اخلاص نصیب فرما اور اپنے نبی ﷺ کی اتباع نصیب فرما۔ اے ذوالجلال والاکرام۔ اے اللہ ہم سب کو ان اعمال واقوال کی توفیق دے جن کو تو پسند فرماتا ہے اور جن سے تو راضی ہوتا ہے۔ اے حی وقیوم اے اللہ دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنے دین پر جمادے۔ اے اللہ دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنے دین پر جمادے۔ اے اللہ دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف لادے۔ اے اللہ ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں میں کجی نہ ڈال۔ اور ہمیں اپنی رحمت عطا کر۔ وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین روالسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (نوٹ: کاش ہم مولانا عبدالمعید مدنی کے قیمتی حواشی اور تبصرہ بھی نقل کرسکتے جو موصوف نے امام حرم کے خطبہ میں لگائے، بہر حال اسکو صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی نے شائع کیا ہے)

کچھ صوبائی جمعیت کے بارے میں

دس سال قبل صوبائی جمعیت اہلحدیث کی حالت مخدوش اور کمزور تھی۔ تنظیم احیا نے کچھ ہلچل پیدا کی، کافی کام ہوا شیخ مقیم فیضی، مولانا عبدالسلام سلفی، مولانا حمید اللہ سلفی اور مولانا عبدالہادی مدنی کی دعوتی وتبلیغی خدمات کے نتیجے میں ممبئی میں خاطر خواہ دعوتی وتبلیغی انقلاب پیدا ہوا، مولانا امین ریاضی اور مولانا عبدالحق صاحب کرلا بھی تنظیم کی سرپرستی کرتے رہے، جناب نجیب بقالی برادر ساجد اور ایک ڈاکٹر صاحب، انتخاب عالم ممبرا اور راقم الحروف کے زیر انتظام ممبئی میں دینی و دعوتی افق پر ہلچل پیدا ہوچکی تھی پھر ممبئی کے اہلحدیث نے انتخابات کئے اور مرکزی جمعیت اہلحدیث کے تحت صوبائی جمعیتوں کے انتخابات عمل میں آئے مولانا عبدالسلام سلفی صدر کے عہدے سے سرفراز ہوئے اور مولانا سعید احمد بستوی ناظم اعلیٰ بنے اور شیخ مقیم فیضی نائب ناظم بنے بعدہ جمعیت اہلحدیث ہند کے نائب ناظم بنے اور صوبائی جمعیت اہلحدیث کا کام چل پڑا۔ صوبائی جمعیت اہلحدیث نے بڑی محنت ومشقت سے دین کے فریضہ کو انجام دیا۔ پوری ممبئی، رائے گڑھ اور مہاراشٹر میں سیکڑوں ہزاروں اجتماعات ہوئے، کانفرنسیں ہوئیں، دعوتی وتبلیغی دورے ہوئے۔ ہر طرف قرآن سنت کا دور دورہ ہوا۔ صوبائی جمعیت اہلحدیث مہاراشٹر میں مولانا ابورضوان محمدی، مولانا فضل الرحمٰن محمدی اور ڈاکٹر سعید فیضی اور حافظ جمیل نے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ بالخصوص سال میں ایک بار بذریعہ کار پورے مہاراشٹر کا دورہ ہمیشہ کیا گیا۔ تاریخ اہلحدیث مہاراشٹر کی تدوین وتہذیب کے دورے پر یہ بات مجھے تمام حلقوں کے ذمہ داران نے بتلائی۔ کئی

مقامات پر مہاراشٹر کی یونٹ نے ارباب بدعت سے مناظرے بھی کئے۔ یونہی جمعیت اہلحدیث بھیونڈی میں مولانا عطااللہ نے مدت مدید تک اپنی خدمات انجام دیں۔ بھیونڈی کے اہل کوکن نے پورے خلوص اور للٰہیت کے ساتھ دینی خدمات کو انجام دیا۔ موجودہ صدر عبدالحمید اور ناظم اعلیٰ جناب مولانا مطیع الحق صاحب نے بڑی مشقت و جاں فشانی سے جمعیت کو آگے بڑھایا، بھیونڈی کی جمعیت تقریباً سو سال پرانی ہے۔ جناب ظفراللہ خطیب کے قائم کردہ مدرسہ کی خدمات بھی مسلم ہے۔ نظم وضبط اور اصول جمعیت کا طغرائے امتیاز ہے۔۔۔۔ بقیہ صفحہ ۶ پر